اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل

THE ALFAZL QADIAN

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر غلام نبی

فی پرچہ ۱؎

قیمت پیشگی سالانہ ۶؎ ششماہی ۳/۸ سہ ماہی ۲؎ بیرون ہند
منی آرڈر بنام منیجر الفضل

نمبر ۵۵ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۲۹ء یوم جمعہ مطابق ۲۹ رجب ۱۳۴۷ھ

جلد ۱۶

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ حضور ۶ جنوری سے بعض نمازیں پڑھانے کے لئے مسجد میں تشریف لاتے ہیں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب مسلم لیگ کے اجلاس کلکتہ اور آل مسلم پارٹیز کانفرنس دہلی کے جلسوں سے فارغ ہو کر واپس تشریف لے آئے ہیں۔

اسٹیشن ماسٹر صاحب قادیان اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۵ جنوری کو جو ٹرائل گاڑی آئی تھی۔ اس پر لوگ ٹکٹ خرید کر سوار ہوئے تھے۔ مفت کسی کو سوار نہیں کیا گیا۔

۸ جنوری۔ ڈاکٹر امیر الدین صاحب امرتسری کا جنازہ امرتسر سے بذریعہ موٹر لایا گیا۔ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے پڑھایا۔ اور مرحوم عام قبرستان میں دفن کئے گئے۔

آل مسلم پارٹیز کانفرنس دہلی اور جماعت احمدیہ

آل مسلم پارٹیز کانفرنس کا اجلاس دہلی میں ۳۱ دسمبر شروع ہو کر ۲ جنوری کو ختم ہوا۔ کئی صوبوں سے احمدی اصحاب کانفرنس میں شمولیت کی غرض سے بطور نمائندہ منتخب ہو کر آئے تھے۔ مثلاً بنگال سے جناب حکیم ابو طاہر صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ۔ بہار سے جناب حکیم خلیل احمد صاحب مونگیری۔ پنجاب سے جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹر۔ مرکز کی طرف سے جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب اور دہلی کی طرف سے جناب بابو اعجاز حسین صاحب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ دہلی۔

ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ میں قادیان کا جلسہ جو ان دنوں منعقد ہوتا ہے۔ اور جس میں ۲۰ ہزار کے قریب اجتماع ہوتا ہے چھوڑ کر کلکتہ گیا۔ اور وہاں سے یہاں آیا۔ تاکہ اس امر کو واضح کردوں۔ کہ نہرو رپورٹ کے ذریعہ کس طرح مسلمانوں کے حقوق تلف کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہمارے امام نے "مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ" کے نام سے ایک کتاب لکھی جو شائع ہو چکی ہے۔ اس میں تفصیل کے ساتھ نہرو رپورٹ پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ اور اس کی خامیوں کو ظاہر کیا گیا ہے۔ آپ نے مولانا شوکت علی صاحب کے ایک ریزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے فرمایا۔ مسلمانوں کو خصوصیت سے علم حاصل کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ مسئلہ گاؤ کشی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ بانی جماعت احمدیہ نے سب سے پہلے اس بات کو ہندوؤں کے سامنے پیش کیا تھا۔ کہ اگر ہندو اس وجہ سے ناراض ہیں۔ کہ مسلمان گائے کا گوشت کھاتے ہیں۔ تو ہم ان کی خاطر ایک جائز اور حلال چیز کو چھوڑنے کیلئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ وہ بھی ہماری خاطر ایک چھوٹی سی قربانی برداشت کریں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ وہ پاکوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کا سچا نبی مان لیں۔ اور آپ کے خلاف بدزبانی سے باز آجائیں۔ کانفرنس کے تمام ممبروں نے اس پر خوشنودی کا اظہار کیا۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی کی کتاب "مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ" کی کئی کاپیاں دہلی کے معززین اور رؤسا کے ہاتھوں میں قبل از وقت پہنچا دی گئی تھیں۔ نیز کانفرنس کے پنڈال کے سامنے بھی ان کے فروخت کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ علاوہ اس کے ایک اشتہار "مسلمانوں کی تباہی کا منصوبہ" کے عنوان سے چھپوا کر کثرت سے تقسیم کیا گیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔

خاکسار عبد الحمید سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ نئی دہلی

اخبار احمدیہ

انتخاب نمائندگان مجلس مشاورت کے لئے اعلان

جملہ انجمن ہائے جماعت احمدیہ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ پچھلے سال مجلس مشاورت کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ مجلس مشاورت کے لئے نمائندگان ماہ جنوری کے پہلے ہفتہ میں ہی منتخب ہو جانے چاہئیں۔ لیکن میری کوتاہی سے احباب کو پہلے اطلاع نہ دی جاسکی۔ اور نہ ہی جلسہ سالانہ سے پہلے مجلس مشاورت کی رپورٹ شائع ہوسکی۔ اب اس ضروری اعلان کے ذریعہ جملہ انجمن ہائے احمدیہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ جلد سے جلد اپنی اپنی جماعتوں کے باقاعدہ اجلاس منعقد کر کے نمائندگان کے انتخاب سے خاکسار کو اطلاع دیں۔

نیز جملہ احباب اس امر سے بھی مطلع رہیں۔ کہ مجلس مشاورت میں سوالات (جوابات کے لئے) بھجوانے کا حق صرف نمائندگان کو ہی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ جلد سے جلد جماعتیں اپنے اپنے نمائندے منتخب کر کے مطلع فرمائیں۔ تا حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ یکم مارچ تک سوالات پہونچنے پر محکہ جات متعلقہ جوابات بآسانی تیار کر سکیں۔ اور کمی وقت کی وجہ سے سوالات کے جوابات تیار ہونے سے رہ نہ جائیں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ ۲۵۔ جنوری ۱۹۲۹ء تک جملہ انجمن ہائے احمدیہ اپنے اپنے نمائندگان کے اسماء گرامی سے خاکسار کو مطلع فرمائیں گے۔

خاکسار یوسف علی سیکرٹری مجلس مشاورت قادیان

حضرت مسیح موعود کے دو صحابیوں کا انتقال

۱۔ حافظ نور احمد صاحب احمدی لدھیانوی مرحوم و مغفور حضرت مسیح موعود کے قدیمی صحابی تھے۔ آپ ایک عرصہ بیمار رہ کر ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ آپ کو دعوے بیعت سے پہلے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت تھی۔ میں نے حافظ صاحب مرحوم سے گذشتہ سال ۱۹۲۷ء کے سالانہ جلسہ قادیان میں دریافت کیا۔ کہ آپ حضرت مسیح موعود کی بیعت میں کس طرح داخل ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لدھیانہ تشریف لائے۔ تو میں نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ لدھیانہ تشریف لائے ہیں۔ اور خواب میں ہی مجھ کو اس محلہ اور مکان کا پتہ دیا گیا۔ میں تلاش میں نکلا۔ تو علیہ حضرت صاحب کی زیارت ہوئی۔ اور میں حضور کی صحبت میں حاضر ہوتا رہا۔ اور دعوے مسیح موعود کے وقت میں نے بھی حضرت حاجی منشی احمد جان علیہ الرحمۃ کے مکان پر جو کہ اب لدھیانہ میں دارالبیعت کے نام سے موسوم ہے۔ بیعت کر لی۔

بیعت کنندگان کی فہرست میں آپ کا اس وقت چودھواں نمبر تھا آپ عرصہ ۳۵ سال تک دکن کے علاقہ کی طرف کاروبار میں مصروف رہے۔ اور ایک سال ہوا۔ کہ بیماری کی حالت میں دارالامان تشریف لائے۔ اور چند روز کی عارضی صحت کے بعد بیماری نے پھر غلبہ کیا اور اس ملک فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کر گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوات والسلام کی ۳۱۳ اصحاب کی فہرست میں آپ شامل تھے۔ اور حضورؑ نے ازالہ اوہام حصہ دوم طبع اوّل کے صفحہ ۸۱۷ پر آپ کا ذکر خیر ان الفاظ میں کیا ہے:۔

حبی فی اللہ حافظ نور احمد صاحب۔ لدھیانوی

” حافظ صاحب جوان۔ صالح۔ بڑے محب اور مخلص اور اوّل درجہ کا اعتقاد رکھنے والے ہیں۔ ہمیشہ اپنے مال سے خدمت کرتے رہتے ہیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء“

خاکسار غلام حسین۔ لدھیانوی از دہلی

۲۔ حضرت قبلہ بزرگوار مولانا مولوی محمدؐ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خدام تین سو تیرہ (۳۱۳) میں سے تھے آپ کا تعلق اخلاص حضرت میرزا صاحب سے انکے دعوے سے پہلے کا تھا۔ آپ احمدیت کی صداقت کے ایک زندہ نشان تھے ۱۸۵۷ء میں پیدا ہوئے۔ اور تقریباً ۷۲ سال کی عمر پاکر ۲۔ جنوری ۱۹۲۹ء بوقت ایک بجے صبح اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دو سال سے درد اعصاب کی وجہ سے متواتر علیل رہے۔ کئی علاج کرائے گئے۔ لیکن مشیت ایزدی کو شفا منظور نہ تھی۔ آپ ایک عالم باعمل تھے۔ علم حکمت میں بھی خوب ماہر تھے۔ آپ کی تمام زندگی باوجود دیگر دنیاوی مشاغل کے اسلام کے لئے وقف تھی۔ مرحوم خود نو مسلم تھے۔ اور جناب قبلہ شیخ نصیر الدین صاحب مرحوم نو مسلم کے صاحبزادے تھے جن کو اسلام قبول کرتے وقت بہت سی مشکلات پیش آئیں۔ اور بہت بڑی قربانیوں کے بعد آپ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت مولوی صاحب ابتدا ہی سے اسلامی کتب و لٹریچر کے مطالعہ کے شائق تھے۔ اور تمام زندگی اسی میں بسر کی۔ آپ نے دیوبند اور دیگر مقامات پر علم عربی و دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم کے بھی شاگرد تھے۔ آپ کی زندگی کے بہت سے واقعات آپ کے زہد و تقوےٰ کو ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن بوجہ طوالت مضمون ان واقعات کو درج نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کا خیال ہر وقت آخرۃ کی طرف تھا۔ اور ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی کے صحیح مصداق تھے۔ قوم میں سے ایسے آدمیوں کا اٹھ جانا بہت نقصان کا موجب ہے۔ آپ دوران ملازمت میں پنجاب یونیورسٹی میں السنہ شرقیہ کے ریڈر مقرر کئے گئے۔ آپ صحت کی حالت میں اپنے مکان پر قرآن کریم کا درس باقاعدہ طور پر دیا کرتے تھے۔ جس سے کئی روحوں کو فائدہ پہنچا۔ اور بوجہ حکمت کی وجہ سے بہت سے جسمانی بیماروں کو بھی مستفید فرماتے رہے۔ آپ کے وجود کی برکت سے مزنگ میں ایک مسجد احمدیوں کے لئے تیار کی گئی۔ اگرچہ آپ نہایت کم گو واقع ہوئے تھے۔ لیکن دینی امور میں آپکو شرح صدر حاصل تھا۔ آپ نہایت سادہ طبیعت تھے۔ اور توکل علی اللہ میں آپکو کمال حاصل تھا

مرحوم کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے بڑی اولاد دی۔ جو ۵۲۔ نفوس پر مشتمل ہے۔ جن میں آپ کے لڑکے۔ لڑکیاں۔ پوتے اور نواسے شامل ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے خانصاحب شیخ عبد العزیز صاحب آنریری جنرل سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور ہیں۔ اور ان کے علاوہ پانچ صاحبزادے اُن سے چھوٹے ہیں۔ احباب مرحوم کے لئے نماز جنازہ غائب ادا کریں۔ اور دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

خاکسار۔ عبد اللطیف ابن مولانا محمدؐ صاحب مرحوم

دعائے مغفرت

۱۔ ۴۔ جنوری ۱۹۲۹ء میرے والد بزرگوار جناب چوہدری تاج محمد صاحب سفید پوش و نمبردار جہور تحصیل پسرور شام کے وقت دوران نماز میں سجدہ کی حالت میں اپنے حقیقی مالک سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام احباب سے درخواست ہے۔ کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں اور مرحوم کے پسماندگان کے لئے دعا کی جائے۔

خاکسار شاہ نواز فورتھ ایر اسلامیہ کالج لاہور

۲۔ ۴۔ جنوری ۱۹۲۹ء جناب حکیم شہاب الدین صاحب اعوان احمدی مہاجر سابق سکونت لدھیکے نیویں ضلع لاہور بمرض نمونیا بخار ۴۔ ۵ دن بیمار رہ کر اس مسافر خانہ سے دار الآخرت کو رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے ۱۹۰۲ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔ ہر سال جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے۔ آپ کا تمام خاندان احمدی اور موصی ہے۔ آپ معہ اپنی تمام اولاد کے ۱۹۲۱ء سے محلہ دارالرحمت قادیان میں آباد ہو گئے۔ آپ نے وصیت کی ہوئی تھی۔ اور ہر ایک دینی تحریک میں اپنی طاقت سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ تمام احباب جماعت احمدیہ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

صوفی محمدؐ صالح ابن حکیم شہاب الدین صاحب مرحوم

۳۔ میری ہمشیرہ عنایت بیگم صاحبہ ۲۹ دسمبر کو بعارضہ نمونیا بیمار ہو کر ۴ جنوری ۱۹۲۹ء تین چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر اپنے مولا حقیقی سے جا ملی۔ احباب اس کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ اور بچوں کے لئے بھی کہ اللہ تعالےٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔

خاکسار قاضی عبد الرحمٰن محرر دعوت و تبلیغ قادیان

ولادت

۱۔ پنجم جنوری ۱۹۲۹ء یوم سہ شنبہ خواجہ غلام محمدؐ گلگت کے ہاں فرزند ارجمند تولد ہوا۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کی عمر میں برکت دے۔ خادم دین بنائے اور والدین کے لئے برکت کا موجب ہو۔ عبد الغفار اونرگام بانڈی پور کشمیر

۲۔ ۵۔ جنوری ۱۹۲۹ء عاجز کے گھر لڑکی تولد ہوئی ہے۔ احباب دعا کریں۔ خدا تعالےٰ مولودہ کو لمبی عمر عطا کرے۔ اور نیک و خادم دین بنائے۔ خاکسار محمدؐ عبد اللہ۔ سب اوورسیر مونگ

تصحیح

ڈاکٹر عمر الدین صاحب موصی ۲۸۹۸ نیروبی کی وصیت اخبار الفضل ۲۳ جلد ۱۶ میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں تاریخ بیعت ۳۰۔ جون ۱۹۱۵ء لکھی گئی ہے۔ اصل تاریخ ۳۰۔ جون ۱۹۰۵ء ہے۔ محمدؐ سرور شاہ سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

الفضل
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نمبر ۵۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

ضرورتِ نبوّت

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کی تقریر

پہلے دن کے دوسرے اجلاس میں پہلی تقریر مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل جالندھری کی مندرجہ بالا عنوان پر ہوئی۔ جو درج ذیل کی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر)

خستگانِ دیں مرا از آسماں طلبیدہ اند — آمدم وقتے کہ دلہا خوں ز غم گردیدہ اند
اے ملامت بر زباں کُن یک تفکر — چوں خدا خاموش ماندے در چنیں وقتے خطر

تمہید

اللہ تعالیٰ نے جو اس گلشنِ عالم کا مالک۔ کائناتِ جہان کا خالق اور انسانوں کا پیدا کنندہ ہے۔ اپنی رحمتِ کاملہ سے انسان کی تمام ضروریات کو پورا کیا۔ ہر ظاہری و باطنی احتیاج کو پورا کرنے کے سامان پیدا فرمائے۔ اٰتاکم من کل ما سألتموہ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔ جیسا کہ اس نے جسم کی زندگی۔ بقا۔ اور نشوونما کے لئے پانی۔ غذائیں اور روشنی وغیرہ کو پیدا فرمایا۔ ویسے ہی اس نے رُوح کی زندگی کے لئے آبحیات نازل فرمایا۔ اور تاریکیوں کو پاش پاش کرنے کے لئے منوّر سورج پیدا فرمائے۔ ابتدائے آفرینش سے ایسا ہی ہوتا آیا۔ کہ جب ارواح پر مُردنی اور ظلمت کا زمانہ آیا۔ مخلوق اپنے خالق سے بیگانہ ہو گئی اللہ تعالیٰ نے اپنا زندگی بخش کلام نازل کیا۔ اور آسمانی نُور ظاہر فرمایا۔ وُہ پانی کلام نبوت اور وُہ نور خدا تعالیٰ کے نبی ہیں۔ جو ضرورتِ حقّہ کے وقت آئے۔ اور عین موقعہ پر مبعوث ہوئے ان میں سے ہر ایک نے آکر یہی کہا:۔

یَں وُہ پانی ہوں جو اُترا آسماں سے وقت پر
یَں وُہ ہوں نورِ خدا جس سے ہُوا دن آشکار

انبیاء کی ضرورت کا انکار

ان برگزیدگانِ بارگاہِ ایزدی نے آکر گم گشتگانِ راہِ حق کو آستانۂ الوہیت پر ناصیہ فرسا بنایا۔ مُردہ قوموں کو نشأۃ ثانیہ کا سبق پڑھایا۔ مُردوں کو زندگی۔ اندھوں کو آنکھیں اور بہروں کو کان بخشے۔ خونخوار اور درندوں کو انسان۔ با اخلاق انسان باخدا انسان بلکہ خُدا نما انسان بنایا۔ وہ دینی کشتی کے ناخدا۔ مخلوقِ خُدا کے ہادی و راہنما اور صفاتِ الٰہیہ کے مظہر ہو کر چمکے۔ ان کی جاں سپاری و جاں فشانی نے دُنیا میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کئے۔ سچ تو یہ ہے:۔

گر بدنیا ماندے ایں خیل پاک ۔۔ کار دیں ماندے سراسر ابترے۔

باوجود اس حقیقت کے یہ امر کس قدر حیران کُن ہے۔ کہ جب کبھی کوئی برگزیدہ خُدا دنیا کی ہدایت کے لئے آیا۔ اہل دنیا نے اس کی آمد کو بے ضرورت اور بے محل قرار دیا۔ اور تمسخر۔ استہزاء۔ توہین اور تکذیب کے درپے ہو گئے۔ جہاں تک تاریخ ہمارا ساتھ دیتی ہے۔ انبیاء کے ساتھ دنیا والوں کا یہی وطیرہ نظر آتا ہے۔ آدم صفی اللہ کی بعثت کی ضرورت سے انکار کرتے ہوئے فرشتوں تک نے کہہ دیا۔ اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک۔ حضرت نوحؑ آئے۔ اُن کی آمد کو بے ضرورت قرار دیا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ مبعوث ہوئے۔ ان کی نبوت کی ضرورت کا انکار کیا گیا۔ اسی طریقہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ یٰحسرۃ علی العباد ما یأتیھم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون

نبیوں کی ضرورت کے منکر

نبیوں کی ضرورت کا انکار کرنیوالے لوگ دو قسم کے ہیں (۱) جو سرے سے ہی نبوت اور الہام کی ضرورت سے منکر ہیں۔ اور عقل انسانی کو تمام روحانی مشکلات کا مشکلکشا خیال کرتے ہیں۔ گویا یہ لوگ ضرورتِ مطلقہ کے انکاری ہیں۔ جیسے برہمو سماجی۔ (۲) ایک خاص وقت یا کسی خاص فرد کے بعد ہمیشہ کے لئے ضرورت نبوت کے منکر گروہ۔ آریہ سماجی اگنی۔ وایو۔ انگرا آدت رشیوں کے بعد آسمانی الہام کے منکر ہیں۔ یہودی اسرائیلی نبیوں کے سوا ضرورت نبوت کے منکر ہیں۔ عیسائی مسیحؑ اور حواریوں کے بعد نبوت کی ضرورت سے انکاری ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے لوگوں کے متعلق جنوں کا قول ہے۔ وانھم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احدا (الجن) کہ ان کا خیال ہے۔ اب کوئی رسُول مبعوث نہیں ہو گا۔ مسلمان ان سب سے آگے ہیں مگر ان میں سے اکثر حصہ کا یہ خیال ہو گیا ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ اہل مذاہب جو نبیوں کے قائل اور ان کی ضرورت کے اقراری ہوتے ہیں۔ ایک عرصہ کے بعد برہمو خیالات سے متاثر ہو جاتے رہے ہیں۔ اور وہ ضرورت نبوت سے منکر ہو بیٹھتے ہیں۔

انکار ضرورت نبوت کی وجہ

بعد کے نبیوں کی ضرورت کا انکار کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ واذا قیل لھم اٰمنوا بما انزل اللہ قالوا نؤمن بما انزل علینا ویکفرون بما وراءہ وھو الحق مصدقا لما معھم (بقرہ ع ۱۱) کہ جب ان سے کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ پر ایمان لاؤ۔ تو وُہ کہتے ہیں۔ ہم تو اسی کو مانتے ہیں۔ جو ہم پر نازل ہُوا۔ اور باقی نبیوں کا وُہ انکار کرتے ہیں۔ گویا ایک بڑی وجہ ضرورت نبوت کے انکار کی یہ ہے۔ کہ لوگ اپنے تسلیم کردہ انبیاء سے جھوٹی محبت ظاہر کرتے ہیں۔ اور ان کے بعد کسی دوسرے نبی کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ دوسری وجہ اس انکار کی یہ ہوتی ہے کہ لوگ اپنے علمی سرمایہ پر قانع ہو بیٹھتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب ان کے پاس رسول آتے ہیں۔ تو فرحوا بما عندھم من العلم۔ وہ لوگ اپنے علم پر تکبر کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور نبی کی ضرورت سے انکار کر دیتے ہیں

ضرورتِ نبوّت اور امکانِ نبوّت

اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ نبوت کی ضرورت باقی ہے تو اس کو جاری ماننا ضروری ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا نادانی ہو گی۔ کہ گھر میں سب بیمار پڑے ہوں۔ مگر گھر کے دروازے پر یہ وعظ کیا جائے۔ کہ ڈاکٹر کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر نبوت کی ضرورت باقی ثابت ہو جائے۔ تو نبوت کا باقی ہونا بھی لازماً ماننا پڑیگا۔ مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین نے بھی لکھا ہے "اگر ضرورت نبوت باقی ہے۔ تو ضرور سلسلہ نبوت جاری رہنا چاہئے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کا سلسلہ نبوت قائم کرنا عبث ٹھہرتا ہے۔ اور اگر ضرورت نبوت باقی نہیں۔ تو اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی بھیجنا عبث کام ہے" (النبوۃ) گویا ضرورت نبوت کا مسئلہ اجرائے نبوت کے متعلق نہایت اہم مسئلہ ہے۔ اس کے ذریعہ بہت سے اختلافات کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔

برہموازم کے متعلق ایک بات

ضرورتِ مطلقہ کے منکر برہمو صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے۔ کہ بے شک عقل ایک لطیف اور قابل قدر جوہر ہے۔ مگر یہ خیال کر لینا کہ مذہب کی تمام جزئیات و کلیات اور الٰہیات و معاد کے متعلق بھی اس کی رائے قطعی اور غلطی سے مبرا ہے۔ درست نہیں۔ عقل انسانی حواس میں سے ایک حس ہے۔ اور ہمارا مشاہدہ ہے۔ کہ کوئی انسانی حس ایسی نہیں۔ جو مددگار کے بغیر فائدہ بخش ہو۔ آنکھ کی بینائی سُورج کی محتاج ہے۔ اور کانوں کی شنوائی ہوا کی محتاج۔ پس قانون قدرت کے مطابق عقل کا مددگار بھی ہونا چاہیئے۔ ہم ایک لمحہ کے لئے بھی یہ فرض نہیں کر سکتے۔ کہ وُہ خدا جس نے آنکھ کے لئے بے اندازہ بلندیوں پر چمکتا ہُوا سورج بنایا ہے۔ وُہ روحانی ظلمت سے نکالنے کے لئے عقل کو روشن سورج عطا نہ فرمائیگا جو بروقت اس کی دستگیری کرے۔ وہ سُورج یا مددگار الہام اور کلام نبوت ہی ہے۔ امور دنیویہ میں عقل کا راہنما تجربہ وغیرہ ہو سکتا ہے۔ مگر روحانی امور اپنی اہمیت اور لطافت کی وجہ سے انسانی تجربات کا تختۂ مشق نہیں بنائے جا سکتے۔ اسی لئے ہمارے امام نے فرمایا ہے۔

عقل کو دیں پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز۔ یہ تو خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو۔

پس نبوت کی ضرورت ہے۔ اور ایسے وجود دنیا میں آنے چاہئیں۔ جو خدا کی طرف سے آئیں۔ اور مخلوق کو اس تک پہونچائیں۔

تمام اہل مذاہب سے مطالبہ

تمام وہ اہل مذاہب جن کا اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ حقیقت نبوت سے ناواقف ہیں کیونکہ آج تک اسی مقام صلاحیت پر قائم ہیں۔ جہاں نبی ان کو کھڑا کر گیا تھا۔ اگر نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ جیسا کہ ظاہر ہے۔ انہیں تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ وہ اصلاح مبدل بہ فساد ہو چکی ہے۔ تو پھر نا معلوم وہ آئندہ ضرورت نبوت کا کیوں انکار کرتے ہیں۔ جب تک اس بات کی گارنٹی نہ لے لی جائے کہ آئندہ فساد پیدا نہ ہوگا۔ ظلمت و تاریکی کا دور دورہ نہ ہوگا۔ نبیوں کی قائم کردہ روحانیت یکساں طور پر قائم رہیگی۔ نبوت کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت کرشن کی شہادت

ہندو دھرم کے بہت بڑے ریفارمر کرشن جی مہاراج ہیں۔ وہ گیتا میں فرماتے ہیں:۔

یدا یدا ہی دھرمسیہ گلانر بھوتی بھارت ابھیو تھانم
ادھرمسیہ تدا آتمانم سرجامیہم (ادھیائے ۴)

کہ جب جب مذہب پرانا ہو جائیگا۔ میرا اصفاتی ظہور ہوگا۔ گویا ان کے نزدیک آئندہ وقتوں میں یہ ضرورت باقی ہے۔ اور بھلا اس سے بڑھ کر کونسی بات تعجب انگیز ہو سکتی ہے۔ کہ ست جگ کے زمانہ میں تو ہمیں اور اسد تعالے سے کلام پانے والوں کی ضرورت تھی اور کل جگ کے زمانہ میں نہیں۔ العجب

حضرت مسیح کی گواہی

حضرت مسیح انگوری باغ کی تمثیل میں نبیوں کی ضرورت باین الفاظ بیان فرماتے ہیں۔

"اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس اپنا پھل لینے کو بھیجا" (متی ۲۱)

اب ہر ایک عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ بندوں سے پھل لینے کی دو ہزار برس پیشتر تک ہی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ اب بھی ہے اور ہمیشہ رہیگی۔ کیونکہ خدا وہی خدا ہے۔ اور بندے وہی بندے ہیں۔ پس نبیوں کا ہر زمانہ میں مبعوث ہونا ضروری ہے۔ اسی امر کی تصریح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے:۔

"اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی۔ اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے۔ دیدی جائیگی" (متی ۲۱)

پس ضرورت نبوت باقی ہے۔ اور نبیوں کا آنا ضروری۔

قرآن مجید اور ضرورت نبوۃ

مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک نبوت کی ضرورت مانتے ہیں مگر آپ کے بعد اس کی ضرورت کا انکار کرتے ہیں۔ ان کو سب سے پہلے قرآن مجید کی رو سے یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ نبوت کی ضرورت کیا ہوا کرتی ہے۔ اور کیا اب وہ ضرورت باقی نہیں۔ قرآن مجید پر غور کرنے سے نبوت کی متعدد ضرورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور واقعات اور بانی اسلام علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت وہ ضرورتیں اب بھی باقی ہیں:

پہلی ضرورت

توحید حقیقی کا قیام۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔

(۱) ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت (النحل ع ۵)

(۲) وما لکم لا تؤمنون باللہ والرسول یدعوکم لتؤمنوا بربکم (الحدید ع ۱)

ان دونوں آیتوں سے ظاہر ہے۔ کہ نبی اور رسول کی بڑی غرض اور اہم ضرورت حقیقی توحید کا قائم کرنا ہے۔ آنحضرت صلعم کا سب سے بڑا کارنامہ یہی تھا۔ کہ آپ نے حقیقی اور اصلی توحید کو دنیا میں پھیلایا ہے۔

کرد ثابت بر جہاں عجز بتاں ۔ وانمودہ زور آں یکتا قدیر
تا نماند بے خبر از زور حق ۔ ہیچ ستاں ہیچ بت پرست ہیچ گبر

اب سوال یہ ہے کہ کیا آج تک یا آنحضرت صلعم کے بعد حقیقی توحید کے اعتقاد کو از سر نو تازہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ یا نہیں ہوگی۔ خالص توحید سے موجودہ مسلمانوں کو جو تعلق ہے وہ ظاہر ہے۔ اور غیر مسلم قوموں کا تصور توحید تو بالکل ہی بگڑ چکا ہے۔ آنحضرت صلعم نے مسیح موعود کے لئے "یکسر الصلیب" (بخاری) فرما کر بتا دیا۔ کہ آپ کے بعد ایک زمانہ آئیگا۔ جب صلیب پرستوں کا غلبہ ہوگا۔ اور توحید کی بجائے تثلیث کا رواج عام ہوگا۔ چنانچہ ان دنوں مسلمان کہلانے والے بھی حیات مسیح کی پر زور تائید کرکے ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

پس ضرورت نبوت باقی ہے۔ لہذا سلسلہ نبوت جاری رہنا ضروری ہے:

دوسری ضرورت

اختلافات مذہبی کا قطعی فیصلہ۔ نبی کا کلام ایک یقینی اور قطعی فیصلہ قائم کرتا ہے۔ اور مذہبی عقائد کے اختلافات کا فیصلہ کسی محکم بنیاد پر ہونا ضروری ہے۔ اسد تعالے نے نبیوں کی ایک ضرورت یہ بھی بتائی ہے۔ فرمایا:۔

کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتھم البینات بغیا بینھم (بقرع ۲۶)

کہ وہ لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لئے آتے ہیں۔ کیا اب دنیا کا کوئی متنفس یہ دعوی کر سکتا ہے۔ کہ امت محمدیہ کے قائم ہو جانے کے بعد ہمیں اس قسم فیصلہ کی ضرورت نہیں ہے خصوصًا جبکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میری امت کے ۷۳ فرقے ہو جائیں گے۔ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ۔ اور وہ بجز ایک جماعت کے سب دوزخ میں جائیں گے۔ پس یہ ضرورت باقی ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ مسیح حکم ہو کر آئیگا۔

تیسری ضرورت

تلاوت آیات و تعلیم کتاب۔ اللہ تعالے کے احکام کا براہ راست علم اور ان کی تفصیل نبیوں کے ذریعہ ہی معلوم ہوا کرتی ہے۔ اس کی پاک کتاب کے ذریعہ بے بہا کی چابی برگزیدہ ہاتھوں میں ہی دی جاتی ہے۔ خدا تعالے فرماتا ہے۔ لا یمسہ الا المطھرون۔ آپ غور فرمائیں۔ تو آپ کو ماننا پڑیگا۔ کہ الہی کتاب کے ہوتے ہوئے بھی "آسمانی معلم" کی ضرورت رہتی ہے۔ اور یہ کام نبی ہی کرتے رہے ہیں۔ جیسا کہ آیت یعلمھم الکتاب سے ظاہر ہے۔ پس ضرورت نبوت باقی ہے۔

ایک سوال

اس جگہ مختصر طور پر میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ تعلیم کتاب کیلئے نئی شریعت لانا ضروری نہیں۔ انبیاء بنی اسرائیل کے متعلق خود قرآن مجید فرماتا ہے۔ انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی ونور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا کہ وہ حضرت موسیٰ کی شریعت تورات کے مطابق ہی فیصلہ کرتے تھے۔ اہلسنت والجماعت کے لئے جناب مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے الفاظ مندرجہ "ہدیۃ الشیعہ" قابل غور ہیں۔ فرمایا۔

"حضرت موسیٰ سے لیکر حضرت مسیح تک سب نبی تورات پر ہی عمل کرتے رہے"

اور لاہوری گروہ کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد دکھاتے ہیں۔

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں۔ کہ خدا تعالے سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت لانا اس کیلئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۸)

پس تعلیم کتاب ضروری ہے۔ مگر شریعت جدیدہ کا لانا شرط نہیں۔ اب اگر بغائر نظر دیکھا جائے۔ تو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ یہ ضرورت باقی ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا من القرآن الا رسمہ۔ الحدیث (مشکوۃ) کہ ایک وقت قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ تب کیا ہوگا۔ فرمایا۔ لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال او رجل من ھؤلاء (بخاری کتاب التفسیر سورہ جمعہ) کہ ایک فارسی الاصل ایمان کو واپس لائیگا۔ اگرچہ وہ ثریا پر بھی چلا گیا ہو۔ چنانچہ اس موجودہ وقت کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بحوالہ "کرزن گزٹ" مندرجہ ذیل الفاظ اپنے اخبار میں شائع کئے۔

"سچی بات یہ ہے کہ ہم میں سے قرآن بالکل اٹھ چکا ہے۔ فرضی طور پر ہم قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر واللہ دل سے اسے معمولی اور بہت معمولی اور بے کار کتاب جانتے ہیں"

(اہلحدیث ۱۴ر جون ۱۹۱۲ء ص)

کیا اب بھی ضرورت نبوت سے انکار کیا جا سکتا ہے؟

چوتھی ضرورت

علماء زمانہ کی مخفی باتوں یا غلط استدلالات کا ازالہ۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب ویعفو عن کثیر (مائدہ ع ۳) کہ اس نبی کی ایک بڑی ضرورت یہ ہے۔ کہ اہل کتاب کی ان مخفی باتوں کو ظاہر کرے اور

ان صحیح عقائد کا دنیا میں اظہار کرے۔ جن کو وہ چھپاتے ہیں یہ بات محتاج دلیل نہیں۔ کہ علماء کا باہمی شدید اختلاف اس حقیقت کو واشگاف کر دیتا ہے۔ کہ انہوں نے الہامی کتاب کو بگاڑ دیا ہے اور غلط تفاسیر کرتے ہیں۔ پس یہ ضرورت بھی باقی ہے۔

پانچویں ضرورت

حیاۃ روحانی کا پیدا کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یا ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم (انفال ع ۳) کہ اے لوگو اس رسول کی آواز پر لبیک کہو۔ کیونکہ یہ تمہاری نشاۃ ثانیہ کا ذریعہ اور روحانی زندگی کا پیدا کرنے والا ہے۔ اسی معنوں میں آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی۔ کہ لوگوں کا حشر میرے قدموں پر (اتباع کے ذریعہ) ہو گا۔

اور اسی مفہوم میں حضرت مسیح موعودؑ کا وہ واقعہ ہے۔ جو آپ نے کشفی حالت میں زمین اور آسمان کو پیدا کیا۔ جس پر نادانوں نے شور مچایا۔ حالانکہ نبی تو آتے ہی اس غرض کیلئے ہیں کہ دنیا میں زندہ انسان پیدا کریں۔ ظاہر ہے۔ کہ حیات روحانی کی ضرورت تا قیامت باقی ہے۔ خود آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشوا الکذب (الحدیث) کہ تین پشتوں کے بعد روحانی حالت بد سے بدتر ہوتی جاویگی۔ پس ضرورت نبوت ظاہر ہے۔

چھٹی ضرورت

تزکیہ نفوس اور خبیث و طیب میں امتیاز نبیوں کی ایک بہت بڑی ضرورت تزکیہ نفوس ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ "ویزکیھم" اور ظاہر ہے۔ کہ تزکیہ اور پاکیزگی بجز کامل یقین ممکن نہیں۔ اور کامل یقین زندہ معجزات کے سوا پیدا نہیں ہو سکتا۔ زندہ معجزات اور گناہ سوز نشانات نبیوں کی معرفت ہی ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ پس نبیوں کی ضرورت باقی ہے۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ما کان اللہ لیذر المومنین علیٰ ما انتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم (آل عمران ع ۱۸)

اے مومنو! اللہ تعالیٰ تمہاری موجودہ حالت پر ہی تم کو چھوڑ نہ دیگا۔ جب تک کہ وہ خبیث اور طیب میں فرق کر کے نہ دکھلاتا رہے۔ اور اللہ تعالیٰ تم سب کو براہ راست غیب سے بھی مطلع نہیں کریگا۔ ہاں وہ رسول منتخب کریگا۔ جن کے ذریعہ سے یہ امتیاز ہو جائیگا۔ پس تم اللہ تعالیٰ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اگر تم ایمان لاؤ گے۔ تو تمہارے لئے بڑا اجر ہو گا۔ پس ضرورت نبوت باقی ہے۔

ساتویں ضرورت

یقین و بصیرت پر دعوت الی اللہ۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے موجود ہوتے ہی ہیں۔ نبی کے آنے کی کیا ضرورت ہوتی ہے؟ فرمایا۔ قل ھذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی (یوسف ع ۱۲) کہ نبی کی دعوت محض دعوت نہیں ہوتی۔ بلکہ یقین اور بصیرۃ کی بنا پر ہوتی ہے وہ خود کامل یقین رکھتا ہے۔ اور دنیا میں کامل یقین پیدا کرتا ہے۔ اور اس کے لئے وہ ایک جماعت اپنے متبعین کی چھوڑ جاتا ہے۔ کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ اب دعوۃ الی اللہ علی وجہ البصیرت کی ضرورت نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے۔ تو نبوت کی ضرورت سے انکار کرنا کس طرح جائز ہے۔

آٹھویں ضرورت

اتمام حجت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۱) وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً (بنی اسرائیل)

(۲) وما کان ربک مھلک القریٰ حتیٰ یبعث فی امھا رسولا یتلوا علیھم ایاتنا وما کنا مھلکی القریٰ الا واھلھا ظالمون (القصص ع ۶)

(۳) ولو انا اھلکناھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایاتک من قبل ان نذل ونخزیٰ (طٰہٰ ع ۸)

ان آیات سے ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ان ہی لوگوں پر نازل ہوتا ہے۔ جن پر اتمام حجت ہو چکی ہو اور اتمام حجت کا طریق یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو مبعوث کر کے ان کے ذریعہ سے دعوت دے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا عذاب آئیں گے۔ اور دنیا میں ہلاکت برپا ہو گی اگر نہیں تو بے شک نبوت کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر عذاب آئیں گے۔ اور عالمگیر تباہی ہو گی۔ تو ضرورت نبوت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں ہی فرماتا ہے۔

وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا (ع ۶) کہ قیامت کے دن سے پہلے ہم ہر بستی کو ہلاک کریں گے پس ضرورت نبوت باقی ہے۔

نویں ضرورت

خدا تعالیٰ کے نبی اس کی صفات کے مظہر اور انسانی حالات میں صحیح نمونہ ہوتے ہیں۔ اور اخلاقی و روحانی اصلاح میں نمونہ کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ جب لوگ اس پاک نمونہ سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اس وقت ان میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ کونوا مع الصادقین۔ کہ پاکیزہ صحبت اختیار کرو اس سے تمہارے اندر غیر معمولی روحانیت پیدا ہو گی۔ یہ ضرورت بھی باقی ہے۔ کہ پاک نمونہ اور پاکیزہ صحبت سے قلوب کا تزکیہ کیا جائے۔

دسویں ضرورت

غلبہ علی الادیان۔ ادیان باطلہ پر دلائل۔ براہین اور نشانات کے ذریعہ غلبہ ثابت کرنے کے لئے نبیوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (الصف)

اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایسے غلبہ کی ضرورت ہے؟ مفسرین نے عام طور پر اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ اس کا پورا ظہور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں ہو گا۔ حدیث میں بھی آیا ہے۔ یھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے وقت میں اسلام کے سوا باقی ادیان کو مٹا دیگا۔ پس نبوت کی ضرورت باقی ہے۔

گیارہویں ضرورت

ظلمات اور ضلالت کو نور سے بدلنا۔ فرمایا:۔ الذین آمنوا قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم ایات اللہ مبینات لیخرج الذین آمنوا وعملوا الصالحات من الظلمات الی النور (الطلاق ع ۲)

کہ یہ رسول اس لئے آیا ہے۔ کہ تا مومنوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے جائے۔ نبیوں کے آنے کا زمانہ ظھر الفساد فی البر والبحر کا زمانہ ہوتا ہے۔ اب غور طلب یہ امر ہے۔ کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ضلالت اور گمراہی کا پھیلنا ممکن ہے؟ خود آنحضرت صلعم نے بیرونی فتنوں کی خبریں فرمایا ہے۔ وما من نبی الا وقد انذر قومہ من الدجال (بخاری) کہ ہر نبی دجال کے فتنہ سے ڈراتا آیا ہے۔ گویا یہ فتنہ عظیم ترین فتنہ ہے۔ اندرونی فتنوں کے متعلق فرمایا۔ کہ لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر کہ تم یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلو گے۔ اور ایسے ہی ان کے مشابہ ہو گے۔ جیسے ایک جوتی دوسری جوتی کے مشابہ ہوتی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ امت محمدیہ کے ۷۳ فرقے ہو جائیں گے کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ

ایسے تمام آثار کے متعلق نواب صدیق حسن خاں صاحب نے تفصیل وار ذکر کیا ہے۔ کہ ہمارے اس زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں۔

(الف) لا یبقی من الاسلام کے متعلق لکھتے ہیں "گویم مصداق تام ایں حدیث زمانہ ما ست"

(حجج الکرامہ صفحہ ۲۶۹)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی تھی۔ کہ ایک زمانہ آئیگا۔ جب اسلام کا نام ہی باقی رہ جائیگا۔ اور قرآن مجید کے صرف الفاظ۔ اس وقت کے علماء بدترین مخلوق ہوں گے۔ مساجد مزین ہونگی۔ مگر ہدایت سے خالی ہونگی۔ وہ خبر اس موجودہ زمانہ میں پوری ہو گئی ہے۔ اور ہمارا یہ زمانہ اس کا پورا پورا مصداق ہے۔ اب آپ خود ہی غور فرمائیں۔ کہ جب یہاں تک نوبت پہونچ چکی ہے۔ تو ضرورت نبوت سے انکار کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟

(ب) مشیوا بشیر کے متعلق لکھاہے:۔

"امروز مصداق انتم این خبر در اسلامیان موجود و مشہور است"۔ اسی کے ساتھ لکھاہے۔ "آنکہ خود را مسلماں مے خوانند این مسلمانی نیست قیامت را نشانی است" کیا اب بھی کہا جاسکتا ہے۔ کہ "مسلماں را مسلماں باز کردند" کا وقت نہیں آیا؟

(ج) ۷۳ فرقوں والی پیشگوئی کے متعلق لکھاہے:۔ "بالجملہ آنچہ مخبر صادق از تفرق امت بر ہفتاد و سہ ملت خبر دادہ بود ظاہر شد"۔ ان حالات کی موجودگی اور ان مفاسد کے علاج کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس موعود کی بشارت دی۔ اس کو بھی آپ نے "نبی اللہ" قرار دیاہے۔ (مسلم شریف) جس سے ظاہر ہے۔ کہ ضرورت نبوت باقی ہے۔

بارہویں ضرورت

زبردست امور غیبیہ کے ذریعہ کامل یقین پیدا ہوتاہے۔ اور ان کا اظہار نبیوں کے ذریعہ ہوتاہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔ عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول (الجن ع) پس نبوت کی ضرورت باقی ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ آج موجودہ زمانہ میں دہریت کی زنگ آلود ہوا کو دیکھتے ہوئے کہنا پڑتاہے، کہ آج سے پہلے اگر نبوت کی ضرورت نہ بھی ہو۔ تب بھی اس وقت نبوت کی ضرورت ہے۔ تاکہ مردہ دلوں کو زندہ کیا جائے۔ اور شکوک وشبہات کی تاریکیوں کو پاش پاش کر دیا جائے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایاہے:۔ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً ومن الناس (حج ع) کہ اللہ تعالےٰ ہمیشہ رسول منتخب کرتا رہے گا۔ کیونکہ ضرورت ہمیشہ باقی ہے۔

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو اللہ تعالےٰ نے عین ضرورت کے وقت مبعوث کیا۔ مبارک ہیں وے۔ جو خدا کی آواز کے شنوا ہوں۔

یار د جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا۔ یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتاچکا۔

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

"شدھی سماچار" کے ایڈیٹر کی شیطنت اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ شریف اور امن پسند ہندو بھی اس کے خلاف غم وغصہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن آریہ سماجی اخبار "شدھی سماچار" کی بجائے ان مسلمان اخبارات کو ملزم قرار دے رہے ہیں۔ جنہوں نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ اور گورنمنٹ کو اس کے متعلق قانونی کارروائی کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ اخبار پرکاش (۶ جنوری) لکھتاہے:۔

"چونکہ شدھی سماچار ہندی اکھشروں میں نکلتاہے۔ ظاہر ہے۔ کہ بہت کم مسلمانوں کی نگاہ سے گذرا ہوگا۔ اور اگر مسلم نکتہ نگاہ سے اس میں کوئی چیز قابل اعتراض تھی بھی۔ تو وہ مسلمانوں تک نہ پہونچ سکتی تھی۔ لیکن یہ پرستاران رسول ہی تھے جنہوں نے اس مضمون کو اپنے پرچوں میں شائع کرکے اسے مسلمانوں تک پہنچایا۔ اگر اس سے دل دکھ سکتے تھے۔ تو ان کا دل دکھانے کا موجب مسلم اخبار ہی ہوسکے"

یہ ہے۔ سماجی عدل والانصاف۔ اس کی حقیقت اس وقت اور زیادہ واضح ہوجاتی ہے۔ جب شدھی سماچار کے ایڈیٹر کا وہ بیان پڑھا جائے جو اخبار تیج میں شائع ہوا۔ اور جس میں اس نے کہاہے۔ کہ یہ مضمون اس لئے لکھا گیا تھا۔ کہ مسلمانوں کو ان باتوں کی اصلاح کیطرف توجہ دلائی جائے

اشارات

اپنی امیدوں اور آرزوؤں کے پورا ہونے کی کوئی صورت نہ دیکھ کر گاندھی جی کچھ عرصہ ہوا۔ سیاسیات سے بالکل علیحدہ ہوکر عزلت گزیں ہوگئے تھے۔ اور اپنے پیروؤں کی منتوں سماجتوں کے باوجود ان کی راہنمائی کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ لیکن نہرو رپورٹ نے ان میں نئے سرے سے جان ڈالدی ہے۔ اور وہ اسے کامیاب بنانے کے لئے لنگر لنگوٹے کس کر سیاسی میدان میں نکل آئے ہیں۔

کانگریس کے اجلاس منعقدہ کلکتہ میں گاندھی جی نے نہرو رپورٹ کی جہاں یہ کہکر حمایت کی۔ کہ

"مدراس کانگریس میں کامل آزادی کے متعلق جو ریزولیوشن پاس کیا گیا تھا۔ اس پر کاربند رہتے ہوئے بھی کانگریس اس کانسٹی ٹیوشن کو پسند کرتی ہے۔ کہ جو کمیٹی نے وضع کی ہے"!

وہاں حسب عادت گورنمنٹ کو یہ دھمکی دی ہے۔ کہ

"یہ کانگریس اس کانسٹی ٹیوشن کو منظور کرے گی۔ بشرطیکہ برطانوی پارلیمنٹ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۲۹ء کو یا اس سے پہلے اس کانسٹی ٹیوشن کو کلیتاً منظور کرلے۔ لیکن اگر اس تاریخ تک یا اس سے پہلے اسے نامنظور کر دیا گیا۔ تو ملک کو ٹیکس دینے سے انکار کرنے اور دیگر ایسے ہی طریقوں سے جن کا کہ فیصلہ کیا جائے۔ بلا تشدد عدم تعاون کی مہم ترتیب دینے کا مشورہ دیا جائے گا"!

مطلب یہ کہ ۳۱۔ دسمبر سے پہلے پہلے برطانوی پارلیمنٹ نہرو رپورٹ کو حرف بحرف منظور کرکے ہندوستان کی حکومت ہندوؤں کے سپرد کرے۔ اور سوائے معدودے چند مسلمانوں کے تمام کے تمام مسلمان جو اس رپورٹ کو اپنے لئے ملکی اور سیاسی تباہی کا باعث سمجھتے۔ ان کی چیخ وپکار کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے انہیں ہندوؤں کے رحم پر چھوڑ دے۔ ورنہ گاندھی جی ملک کو "عدم تعاون" کا مشورہ دیں گے۔ اور اس طرح گورنمنٹ برطانیہ کو ہندوستان سے نکال باہر کریں گے۔

گاندھی جی کو یہ توفیق ملے یا نہ ملے۔ ملک ان کی بات سنے۔ یا نہ سنے۔ کوئی ان کے کہنے پر عدم تعاون کی مہم میں حصہ لے یا نہ لے۔ لیکن گاندھی جی کے اس ارادہ سے یہ تو ظاہر ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے کس قدر خیر خواہ ہیں اور مسلمان ان پر کہاں تک اعتماد کرسکتے ہیں۔

کس قدر تعجب کا مقام ہے۔ کہ قریباً سارے کے سارے مسلمانان ہند نہرو رپورٹ کی مخالفت میں آواز بلند کر رہے ہیں۔ اسے اپنے حقوق کو تباہی کے گھاٹ اتارنے والی سمجھ رہے ہیں۔ لیکن گاندھی جی برطانوی پارلیمنٹ سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ وہ ۳۱۔ دسمبر سے قبل اس کانسٹی ٹیوشن کو منظور کرے۔ ورنہ اس کی خیر نہیں۔

گاندھی جی کا "عدم تعاون" اگر کوئی ایسی چیز ہوتی۔ جو پہلے دیکھی بھالی نہ ہوتی۔ تو شاید برطانوی پارلیمنٹ اس سے مرعوب ہوجاتی۔ اور گاندھی جی کے مطالبہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیتی۔ لیکن یہ تو وہی "عدم تعاون" ہے۔ جس میں عاقبت نااندیش مسلمانوں کو نہایت بے دردی سے جھونکا گیا تھا۔ مگر باوجود اس کے اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ اب جبکہ مسلمان کسی صورت میں بھی اس کے لئے رضامند نہ کئے جاسکیں گے۔ ممکن نہیں۔ کہ ہندو اس کا نام بھی لے سکیں۔

گاندھی جی نے ایک سال کے اندر اندر سوراجیہ دلانے کا وعدہ تو نئے سرے سے کر دیا۔ اور اس کے لئے آخری گھڑی بھی مقرر کر دی۔ چنانچہ کانگریس کے اجلاس کے علاوہ پریس کے نمائندے سے انہوں نے کہا:

"۳۱۔ دسمبر ۱۹۲۹ء کی آدھی رات کے وقت تک میں امید اور دعا کرتا رہونگا۔ کہ برطانیہ ہمارے مطالبہ کی جانب توجہ مبذول کریگا۔ اس حالت میں ۱۹۳۰ء کے نئے روز میں اپنے آپ کو حامی آزادی پاؤنگا۔ اگر ۳۱۔ دسمبر ۱۹۲۹ء یا اس سے پیشتر حکومت نے نہرو رپورٹ کو مکمل طور پر منظور نہ کیا۔ اور اسے رد کر دیا۔ تو کانگریس نہایت سختی سے عدم تعاون کا پروگرام شروع کرے گی۔ اور لوگوں سے کہیگی۔ کہ وہ ٹیکس ادا کرنے سے انکار کر دیں"۔ (ملاپ ۵ جنوری)

لیکن ان کے اسی قسم کے پہلے وعدوں کا جو انجام ہوچکا ہے۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے ان کا کوئی بڑے سے بڑا معتقد بھی ان پر اعتماد کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

چنانچہ سبھاش چندر بوس نے کانگریس کے اجلاس میں گاندھی جی کے وعدہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا:۔

"میں ایک صاف اور سیدھا سوال پوچھنا چاہتاہوں۔ جب ریزولیوشن میں (جو گاندھی جی نے پیش کیا۔ اور جس کا اوپر ذکر آچکا ہے) آپ نے برٹش گورنمنٹ کو بارہ مہینے کی مہلت دی ہے۔ کیا آپ اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس عرصہ میں نوآبادیوں کے پایہ کی حکومت (جس کا نہرو رپورٹ میں مطالبہ کیاگیاہے) حاصل کرنیکا کوئی معقول امکان ہے"۔ (ملاپ ۳ جنوری)

اس پنڈال میں "نہیں۔ نہیں" کا شور برپا ہوگیا۔ اور اس طرح لوگوں نے ظاہر کر دیا۔ کہ گاندھی جی کے وعدہ پر انہیں قطعاً یقین نہیں ہے۔ اور نہ اس کے پورے ہونے کی کوئی امید ہے۔

ان حالات میں کیا برطانوی پارلیمنٹ کو عدم تعاون کی دھمکی دینا کوئی سنجیدہ کارروائی ہے۔ اس میں سنجیدگی ہو یا نہ ہو۔ لیکن مسلمانوں کیلئے بہت بڑا خوف اور خطرہ ضرور ہے۔ جبکہ گاندھی جی سے لیکر ڈاکٹر مونجے تک کے تمام ہندو

کی حمایت نہ کرتے۔

پیغامی نیرنگیوں کی حقیقت کا اظہار

(۷)

لفظ حقیقی نبی کی تحقیق

ایڈیٹر صاحب پیغام نے رسالہ تشحیذ الاذہان کے جو دو حوالے ایک ادھورا اور دوسرا فرضی - اپنے اس سراسر جھوٹے اور دھوکہ دہی پر مبنی دعوے کے ثبوت میں پیش کئے ہیں - کہ گویا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پہلے کبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیر نبی سمجھتے تھے - ان کے مقابل پر ایڈیٹر صاحب مذکور نے دو حوالے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف منسوب کر کے بحوالہ "الفضل" پیش کئے ہیں - اور یہ عجیب بات ہے - کہ ان دونوں حوالوں میں سے بھی ایک فرضی اور جھوٹا حوالہ ہے - اور دوسرے کو ایڈیٹر صاحب پیغام نے بگاڑ کر پیش کیا ہے - ان میں سے مقدم الذکر کا وہ ان الفاظ میں ذکر کرتا ہے - کہ "حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا عقیدہ انہوں نے ایجاد کیا .... یہاں تک کہ ۲۰ جون ۱۹۱۳ء کے "الفضل" میں ایک سوال کے جواب میں صاف طور پر لکھدیا کہ "حضرت مسیح موعودؑ حقیقی نبی ہیں"" حالانکہ ۲۰ جون ۱۹۱۳ء کو "الفضل" کا کوئی پرچہ نکلا ہی نہیں - اور نہ اس فرضی پرچہ میں ایسا لکھا گیا - معلوم ہوتا ہے - ایڈیٹر صاحب پیغام افتراء پردازی اور جھوٹے حوالے گھڑنے میں بڑے مشاق اور کامل ماہر ہیں ؀

حضرت اقدس کن معنوں میں حقیقی نبی ہیں

اس حوالہ کی حقیقت ظاہر کرنے کے بعد ایڈیٹر صاحب مذکور اور ان کے دوسرے ہمخیال لوگوں کی آگاہی کے لئے اس جگہ یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ ہم کن معنوں میں اور کس طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے "حقیقی نبی" کے لفظ کا اطلاق جائز سمجھتے ہیں - اور کن معنوں میں اور کس طور پر جائز نہیں سمجھتے - سو واضح ہو - کہ عام طور پر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لفظ "حقیقی نبی" کو صاحب شریعت نبی کے معنوں میں استعمال فرمایا ہے - چنانچہ سراج منیر میں حضورؑ تحریر فرماتے ہیں :-

"یاد رکھو - کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنے مراد نہیں - جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں"

اور ۱۷ - اگست ۱۸۹۹ء کے مکتوب میں فرماتے ہیں :-

"وہ شخص غلطی کرتا ہے - جو ایسا سمجھتا ہے - کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے - جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے"

ان معنوں میں ہم ہرگز ہرگز حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقی نبی نہیں کہتے - اور جو شخص ان معنوں میں حضرت اقدسؑ کو حقیقی نبی ماننے کا عقیدہ ہماری طرف منسوب کرتا ہے - وہ ہم پر افترا کرتا اور بہتان باندھتا ہے -

چونکہ اس اصطلاح کے قائم ہو چکنے کی وجہ سے اور اس لفظ کے رواج پا جانے کی وجہ سے اندیشہ ہے - کہ لوگ اس لفظ کے مذکورہ بالا اصطلاحی معنوں سے بے خبر رہ کر اور اس لفظ کو سنکر کسی دھوکہ اور غلط فہمی میں نہ واقع ہوں - اس لئے ہم بلا تشریح اس لفظ کو حضرت اقدس کے لئے نہ استعمال کرتے ہیں - اور نہ ایسے استعمال کو پسند کرتے ہیں - بلکہ اس بات کو ہم موجب فتنہ سمجھتے ہیں ؀

علاوہ اس کے یہ بات سوء ادب میں بھی داخل ہے - کیونکہ جب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لفظ "حقیقی نبی" کو بلا تشریح نہ اپنے لئے کبھی استعمال کیا - نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی گذشتہ نبی کے لئے - تو اب کسی شخص کا اس لفظ کو آپ کے لئے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل کے کسی اور نبی کے لئے بلا تشریح استعمال کرنا ایک رنگ میں تقدم علے الرسول ہے

حضرت عیسیٰ کن معنوں میں حقیقی نبی ہیں

مگر مولوی محمد علی صاحب اس حقیقت سے بے خبری کے باعث یا اس پر پردہ ڈالنے کے لئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ان کی پہلی بعثت کی رو سے حقیقی نبی قرار دیتے ہیں - اور نہ صرف ایسا کرتے ہیں - بلکہ اس بات کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ حضورؑ نے جو سراج منیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے لکھا ہے - کہ

"جب قرآن کے بعد بھی حقیقی نبی آ گیا - اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا - تو کہو - کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا"

اس سے ثابت ہوا - کہ حقیقی نبی کے لفظ کو صاحب شریعت نبی کے لئے حضرت اقدس نے مخصوص نہیں کیا - مولوی محمد علی صاحب کے اصل الفاظ یہ ہیں :-

"سراج منیر میں صفحہ ۳ پر حضرت صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صاف الفاظ میں حقیقی نبی لکھا ہے - حالانکہ میاں صاحب کی اصطلاح کی رو سے انہیں مجازی نبی کہنا چاہیئے -"

(تمہید النبوت فی الاسلام صفحہ ۱۸)

حضرت عیسیٰ کی فرضی بعثت اور حقیقی نبوت

حالانکہ اس حوالہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی اور واقعی بعثت کا جس میں وہ ایک غیر شارع نبی تھے - قطعاً کوئی ذکر نہیں - بلکہ اس میں ان کی دوسری فرضی بعثت ظاہری کا ذکر ہے - جس کو تجویز کرنا دوسرے لفظوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایک صاحب شریعت نبی کی آمد کا اعتقاد رکھنا ہے - جیسا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں :-

"مسیح ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی - جس کے ساتھ جبرائیل کا بھی نازل ہونا ایک لازمی امر سمجھا گیا ہے - کسی طرح امتی نہیں بن سکتا - کیونکہ اس پر اس وحی کا اتباع فرض ہوگا - جو وقتاً فوقتاً اس پر نازل ہوگی .... جب حضرت مسیح ابن مریم نازل ہوئے - اور حضرت جبرائیل لگاتار آسمان سے وحی لانے لگے - اور وحی کے ذریعہ سے انہیں تمام اسلامی عقائد اور صوم وصلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور جمیع مسائل فقہ کے سکھلائے گئے - تو پھر بہر حال یہ مجموعہ احکام دین کا کتاب اللہ کہلائیگا .... اور اگر وحی نبوت سے ان کو یہ تمام علم دیا جائیگا - تو بلاشبہ جس کلام کے ذریعہ سے یہ تمام تفصیلات ان کو معلوم ہونگی - وہ بوجہ وحی رسالت ہونے کے کتاب اللہ کہلائے گی - پس ظاہر ہے - کہ ان کے دوبارہ آنے میں کس قدر خرابیاں اور کسقدر مشکلات ہیں"

(ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۵۷۵ تا ۵۷۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اصل حیثیت

اس دوسری فرضی بعثت کی شارعانہ حیثیت کے مقابل پر پہلی اور واقعی بعثت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موسویہ سلسلہ میں وہی حیثیت تھی - جو اس سلسلہ کے دیگر تمام انبیاء و محدثین خادمین توریت و شریعت کی حیثیت تھی - جن کا کام محض توریت اور شریعت موسویہ کی خدمت کے لئے کمربستہ رہنا تھا - چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شہادۃ القرآن میں فرماتے ہیں :-

"اللہ جل شانہٗ نے حضرت موسیٰؑ کو اپنی رسالت سے مشرف کر کے پھر بطور اکرام و انعام خلافت ظاہری اور باطنی کا ایک لمبا سلسلہ ان کی شریعت میں رکھدیا - جو قریباً چودہ سو برس تک ممتد ہو کر آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اس کا خاتمہ ہوا"

"حضرت موسےٰ علیہ السلام کو قریباً چودہ سو برس تک ایسے خدام شریعت عطا کئے گئے - کہ وہ رسول اور ملہم من اللہ تھے - اور اختتام اس سلسلہ کا ایک ایسے رسول پر ہوا جس نے تلوار سے نہیں - بلکہ رحمت اور خلق سے حق کی طرف دعوت کی"

"چودہ سو برس کے عرصہ میں حضرت موسیٰؑ سے حضرت مسیحؑ تک ہزارہا نبی اور محدث ان میں پیدا ہوئے - کہ جو خادموں کی طرح کمربستہ ہو کر توریت کی خدمت میں مصروف رہے"

غرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی پہلی اور واقعی بعثت میں صاحب شریعت نبی نہیں تھے - بلکہ محض ایک خادم شریعت موسویہ تھے - اور اس بعثت کی رو سے انہیں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے کہیں بھی حقیقی نبی نہیں بتایا۔ اور جس فرضی بعثت کے ذکر میں حضورؑ نے ان کو حقیقی نبی بتایا ہے۔ اس کے رُو سے حضورؑ نے انہیں صاحبِ شریعت نبی بھی ثابت کیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ جن معنوں میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپ کو حقیقی نبی نہیں کہا۔ ان معنوں میں ہم حضورؑ کو ہرگز ہرگز حقیقی نبی نہیں کہتے۔ ہاں جن معنوں میں حضورؑ نے شارع اور غیر شارع تمام انبیاء کو حقیقی نبی یا حقیقی معنوں میں نبی کہا ہے ان معنوں میں ہم آپ کو واقعی حقیقی نبی مانتے اور یقین کرتے ہیں۔ اور انہی معنوں کو حضورؑ نے صاحب شریعت انبیاء کی تخصیص کرنے والی اصطلاح کے مقابل پر حقیقی معنے قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضورؑ ضمیمہ براہین حصہ پنجم کے صفحہ ۱۳۸ پر فرماتے ہیں:۔

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونے والا ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ وہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو"

جس کے مطابق سیدنا وامامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ "القول الفصل" میں فرماتے ہیں:۔

"میں مرزا صاحبؑ کو نبی مانتا ہوں۔ لیکن نہ ایسا کہ وہ نئی شریعت لائے ہیں۔ اور نہ ایسا کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر نبوت ملی ہے۔ اور ان معنوں میں میں آپ کو حقیقی نبی نہیں مانتا۔ ہاں اگر حقیقی نبی کے معنے یہ ہوں۔ کہ وہ نبی ہے یا نہیں۔ تو میں کہوں گا۔ کہ اگر حقیقی کے مقابل پر نقلی یا بناوٹی یا اسمی نبی کو رکھا جائے۔ تو میں آپ کو حقیقی نبی مانتا ہوں بناوٹی یا نقلی یا اسمی نہیں مانتا" (صفحہ ۱۵)

مولوی محمد علی صاحب کا ایک مغالطہ

اس جگہ میں نہایت افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب نے اس لفظ حقیقی اور مجازی کی آڑ میں خلق خدا کو ایک نہایت سخت دھوکہ دینا چاہا ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ وہ خود ہی اس معاملہ میں دھوکہ خوردہ ہوں۔ اُن کا دعوےٰ یہ ہے۔ کہ حقیقی نبی کا لفظ اس جگہ صاحبِ شریعت نبی کے معنے میں نہیں۔ بلکہ فی الواقعہ نبی کے معنے میں ہے۔ اور اس کے مقابل پر مجازی کے معنے یہ ہیں۔ کہ فی الواقعہ نہیں جس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں۔ کہ

"لفظ حقیقی مجازی کے مقابل پر ہے .... اور مجاز تو کہتے ہی اسے ہیں۔ کہ فی الواقعہ وہ چیز نہیں ہے۔ بلکہ کسی خصوصیت کی وجہ سے اسے وہ نام دے دیا جاتا ہے"

(نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق صفحہ ۱۹)

اور یہ کہ "کیا مجازی رنگ میں انسان کو شیر نہیں کہدیا جاتا"

(ایضاً صفحہ ۱۴)

چنانچہ اس دلیل پر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی نفی کی بنیاد رکھ کر لکھتے ہیں:۔

"آپ فی الواقعہ نبی نہیں ہیں" (ایضاً صفحہ ۱۴)

حقیقی بمعنی واقعی

لیکن مولوی محمد علی صاحب کا یہ کلیہ اور یہ نظریہ صحیح نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ "حقیقی" کا لفظ "واقعی" کے معنے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور خود حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ جیسا کہ چشمہ معرفت کے صفحہ ۳۲۴ کے حاشیہ پر حضورؑ تحریر فرماتے ہیں۔

"ہم بارہا لکھ چکے ہیں۔ کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں"

اور اس میں بھی شک نہیں۔ کہ جب حقیقی کا لفظ ان معنوں میں استعمال ہو۔ تو اس وقت اس کے مقابل پر جو مجاز ہوتا ہے۔ اس کے معنے مبالغہ اور بناوٹ کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضورؑ سر الخلافہ کے صفحہ ۳۴ پر فرماتے ہیں:۔ کہ "لا تحسب قولنا ھذا نوعًا من المبالغۃ بل ھو الحقیقۃ" یعنی ہماری اس بات کو کسی قسم کا مبالغہ نہ سمجھو۔ بلکہ یہ حقیقت اور نفس الامری بات ہے۔

لفظ حقیقی کا استعمال کسی خصوصیت کی بناء پر

لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ بسا اوقات کسی خاص خصوصیت کی بناء پر کسی چیز کے لئے حقیقی کا لفظ اطلاق پاتا اور محاورات میں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ حقیقی بھائی کا لفظ ہے۔ جو واقعی اور سچ مچ کے بھائیوں کی اقسام میں عرفاً ایک خاص قسم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جس کے یہ معنے نہیں۔ کہ دوسرے بھائی فی الواقعہ بھائی نہیں ہوتے۔ اسی طرح عشق حقیقی اور عشق مجازی کا لفظ ہے۔ کہ یہ دونو قسمیں فی الواقعہ عشق میں داخل ہیں۔ اور یہ مجازی عشق بھی بسا اوقات واقعی اور سچا عشق ہوتا ہے حتےٰ کہ بعض لوگوں کو وہ جنون کی حالت پر پہونچا دیتا ہے۔ مگر عرفاً اس کا نام مجازی عشق ہی ہے۔ اور خود حضرت اقدس علیہ الصلوٰت والسلام نے اپنی بعض تحریرات میں اس کا نام عشق مجازی اور بالمقابل دوسری قسم کا نام حقیقی عشق رکھا ہے اور اسی پر کیا حصر ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں اس کی مثالیں نہایت کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند فقرے حضورؑ کی بعض تحریرات کے اس جگہ نقل کئے جاتے ہیں حضورؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) "ظاہر ہے۔ کہ عقل اور الہام میں کوئی جھگڑا نہیں۔ اور ایک دوسرے کا نقیض اور ضد نہیں۔ اور نہ الہام حقیقی یعنی قرآن شریف عقلی ترقیات کے لئے سنگ راہ ہے"۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۲۷۱)

"الہام حقیقی یعنی قرآن شریف سے عقل کو سراسر فائدہ اور نفع پہونچتا ہے۔ نہ زیان۔ نہ نقصان۔ اور عقل بذریعہ الہام حقیقی خطرات سے بچ جاتی ہے" (ایضاً صفحہ ۲۷۶)

"وہ لوگ جن کو خدا نے عقل سلیم بخشی ہے۔ حقیقی الہام کے مرہون منت اور ثنا خوان اور مداح ہیں۔ اور بخوبی جانتے اور سمجھتے ہیں کہ الہام حقیقی ان کو خیالات کی ترقی سے نہیں روکتا (ایضاً صفحہ ۲۷۷)

(۲) "یہ سلسلہ مفردات کا قرآن کریم کے تعلیمی نظام سے جو اکمل اور اتم ہے۔ بالکل مطابق آگیا۔ لیکن دوسری زبانوں کے مفردات کا سلسلہ ان کتابوں کے تعلیمی نظام سے ہرگز مطابق نہیں آتا۔ جو الہٰی کتابیں کہلاتی ہیں .... اور اس میں بھید یہی ہے کہ وہ کتابیں حقیقی کتابیں نہیں تھیں۔ بلکہ وہ صرف چند روزہ کارروائی تھی۔ حقیقی کتاب دُنیا میں ایک ہی آئی۔ جو ہمیشہ کے لئے انسانوں کی بھلائی کے لئے تھی"۔ (منن الرحمٰن اوراق حاشیہ صفحہ ۷)

(۳) "حقیقی اور کامل مہدی نہ موسےٰؑ تھا۔ کیونکہ اس نے صحفِ ابراہیمؑ وغیرہ پڑھے تھے۔ اور نہ عیسٰیؑ تھا۔ کیونکہ اس نے توریت اور صحفِ انبیاء پڑھے تھے۔ حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں صرف ایک ہی ہے۔ یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو محض امّی تھا"۔ (اربعین دوم صفحہ ۱۴)

(۴) "منعم علیہم کے کامل مصداق باعتبار کثرت کمیت اور صفائی کیفیت اور نعمائے حضرت احدیت از روئے نص صریح قرآنی اور احادیث متواترہ حضرت مرسل یزدانی دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ صحابہ اور دوسرا گروہ جماعت مسیح موعودؑ"۔ "یہی دو جماعتیں اسلام میں حقیقی طور پر منعم علیہم ہیں"۔ (تحفہ گولڑویہ طبع ثانی صفحہ ۱۲۹ و ۱۳۳)

(۵) "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے"۔ (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۶)

(۶) "خدا نے اپنے رسول نبی کریمؐ کی اتمام حجت میں کسر نہیں رکھی۔ وہ ایک آفتاب کی طرح آیا۔ اور ہر ایک پہلو سے اپنی روشنی ظاہر کی پس جو شخص اس آفتاب حقیقی سے منہ پھیرتا ہے۔ اس کی خیر نہیں"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۵)

(۷) "مثیل مسیح ہونے میں کوئی اصلی فضیلت نہیں۔ اصلی اور حقیقی فضیلت ملہم من اللہ اور کلیم اللہ ہونے میں ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۰)

ان مثالوں سے کیا ثابت ہوتا ہے

یہ چند فقرے محض بطور مشتے نمونہ از خروارے اس جگہ نقل کئے گئے ہیں ورنہ حضورؑ کے کلام میں سے ایسے تمام فقروں کو اگر یکجائی طور پر مرتب کیا جائے۔ تو کچھ عجب نہیں۔ کہ ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ ان فقروں کے ظاہر کی رُو سے قرآن کریم سے قبل کبھی کسی فرد بشر پر خدا تعالےٰ کی طرف سے الہام نازل نہیں ہوا۔ قرآن شریف سے قبل قطعاً کوئی کتاب کبھی نازل نہیں ہوئی۔ صحابہ کرام اور جماعت مسیح موعود رضی اللہ عنہم کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں نہ کبھی کوئی صدیق ہوا ہے۔ نہ شہید۔ نہ صالح۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی مہدی نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام حقیقی آدم نہیں تھے۔ بلکہ مجازی آدم تھے۔ اور یہ سورج جو روزانہ چوبیس گھنٹہ کے بعد چڑھتا ہے حقیقی آفتاب نہیں۔ بلکہ مجازی آفتاب ہے۔ اور ایک شخص کے کسی نبی کے مثیل ہونے میں اس کی کوئی فضیلت نہیں ہے۔ حالانکہ خود حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"اگر غور کر کے دیکھو۔ تو جس قدر انبیاء دنیا میں بھیجے گئے ہیں وہ اسی غرض سے بھیجے گئے ہیں۔ کہ تا لوگ ان کے مثیل بننے کے لئے کوشش کریں"۔ (دیکھو ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۲۵۶)

لفظ مجازی کا استعمال

ان مثالوں سے ظاہر ہے۔ کہ حقیقی کا لفظ بسا اوقات محض کسی خصوصیت کی بناء پر استعمال کر لیا جاتا ہے۔ اور خصوصاً حضرت اقدس علیہ السلام کا تو یہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت

(۱)

یہ امر ظاہر ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے مسئلہ کے ساتھ تین قوموں یعنی یہودیوں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کا تعلق ہے۔ یہودیوں میں کبر اور محسن کشی کی کچھ ایسی عادت تھی کہ وہ ہمیشہ بغض اور کینہ سے خدا تعالےٰ کے بھیجے ہوئے نبیوں کو اذیتیں پہونچانا اپنا قومی فخر جانتے تھے۔ مصر میں جس ذلت اور غلامی اور مصیبت کی قید میں گرفتار تھے۔ اور فرعون اور قبطی جس قسم کے سلوک ان سے کرتے تھے۔ وہ ایسے نہیں کہ دنیا کی تواریخ سے محو ہو سکیں۔ اس بے بسی کی حالت میں موسیٰ ؑ جیسے دستگیر نے ان پر ایسے احسان کئے کہ اس بدترین قسم کی غلامی اور ذلت سے نکالکر سلطنت کے عروج پر پہنچایا۔ اور ایک متمدن قوم بنایا۔ لیکن یہ ان کے احسانوں کو فراموش کر کے ان کی بغاوت اور نافرمانی سے باز نہ آئے۔ اور انہیں نقصان پہونچانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ وہ تو ان کی قومیت کی تعمیر کی ابتدا تھی۔ پھر ان کے آخری جانشین یعنی حضرت عیسیٰ مسیح کو یہ لوگ تکلیف دہی کیسے چھوڑ سکتے تھے۔ جبکہ خود گھر گھر میں فراعنہ بنے ہوئے تھے۔ ناحق قتل انبیاء ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا:

اگرچہ وہ اس وقت سلطنت کھو چکے تھے۔ اور زبردست رومی حکومت کے ماتحت آ چکے تھے۔ اور ان کو یہ خیال عام طور پر لگا ہوا تھا۔ کہ موعود مسیح ہی آ کر ان کی قوم کی ڈوبتی ناؤ کو بچائیگا وہی آسمانی برکتیں لائیگا۔ اسرائیل کے اجڑے گھر کو آباد کرے گا اور ان کو ان کا ملک واپس دلادیگا۔ وہ اس کی آمد کے لئے فالیں نکلواتے۔ زائچے ڈلواتے اور ستارے گنتے۔ اور بہت تپاک اور محبت سے اس کی آمد کی انتظار میں راہ تکتے تھے۔ لیکن عوام دین سے بالکل بے بہرہ ہو چکے تھے۔ اور فقیہوں فریسیوں اور کاہنوں کا ان پر ایسا تسلط ہو چکا تھا۔ کہ وہ ان کی جاگیر بنے ہوئے تھے ان کو یہ بات گوارا نہ تھی۔ کہ کوئی ایسا آسمانی انسان آئے۔ جو لوگوں کو ان کے پنجے سے چھڑا دے۔

نوشتوں میں وہ پڑھتے چلے آئے تھے۔ کہ ان کی گدیوں کے جوئے سے لوگوں کو نکالنے اور خداوند خدا کی دنیا میں بادشاہت قائم کرنے کے لئے جس شخص کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جس کی انتظار میں تمام یہودی قوم بیٹھی ہے۔ وہ کنواری کے بطن سے بغیر مس بشر پیدا ہوگا۔ ادھر آمد موعود کے نشانات بھی پورے ہو گئے۔ ادھر مریم جو ہیکل کی خادمہ اور نذر کہ دنیا مس بشر سے مسلمہ طور پر محفوظ تھی۔ اس کا حاملہ ہونا عیاں ہوا۔ پس وہ سمجھ گئے کہ اب وہ آنے والا آنیکو ہے۔ اور اس خطرہ میں پڑ گئے کہ جب آئیگا تو ہمارے اثر کو زائل کریگا۔ لوگ ہم کو چھوڑ کر اس کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ وہ اسی وقت سے اس کے دشمن بن گئے اور ایسے پیچھے پڑے کہ پیدائش سے لیکر موت تک کسی حالت کو بکر وہ اعتراضات سے خالی نہ چھوڑا۔ ان فراعنہ کی خواہش تو یہی تھی۔ کہ عیسیٰ مسیح کو ہلاک کر دیں۔ لیکن ایسی طاقت ان میں موجود نہ تھی۔ رومی حکومت کے ماتحت تھے۔ اور وہ بہت زبردست تھی۔ آخر ان گدی نشین کاہنوں اور فریسیوں نے اس کو ہلاک کرا دینے کی باریک تدبیر سوچی۔ کہ مریم (صدیقہ) کو نعوذ باللہ بدکار مشہور کر دیں۔ تاکہ یہودی دستور کے مطابق ناجائز سمجھکر جنین کو ساقط یا نوزائیدہ بچہ کو ضائع کر دیا جائے۔ کیلس ان میں ایک نہایت ہی با اثر فاضل تھا۔ جو بڑی بڑی کتابوں کا مصنف بھی تھا۔ اور ان میں ایک مستند امام اور مفتی ہونے کا پایہ رکھتا تھا۔ اس خبیث کام کے لئے اس کو لیڈر تجویز کیا۔ اور اس نے مریم کی مقدس ذات پر ناپاک تہمتیں تھوپنا شروع کیں۔ پنڈیرا نامی ایک مشہور بدمعاش سپاہی کی طرف ناپاک نسبت دی۔ (نعوذ باللہ من ذالک) لیکن وہ خدا جس نے فرعون جیسے طاقتور کے ہاتھوں موسیٰ علیہ السلام کو بچا کر اسی کے گھر میں پرورش کرائی تھی۔ اسی نے ان کے منصوبے باطل کر کے حضرت عیسیٰ مسیح کو پیدا کیا۔ اور اس کی جان ان کے حملوں سے بچائی۔ تواریخ سے ظاہر ہے۔ کہ پیدا ہونے کے بعد بھی اس معصوم بچے کی جان لینے کے لئے کئی سازشیں ہوتی رہیں۔ اور اسی لئے اس کے محافظ اس کی جان بچانے کے لئے اس کو کہیں کہیں لئے پھرے۔ غرض ان ننہال نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے ہی ان کی مقدس حلالت پر اعتراضات کے دروازے کھول دئے تھے:

ان سے دوسرے درجہ پر عیسیٰ مسیح ؑ کی ولادت سے تعلق رکھنے والی وہ قوم ہے۔ جو اپنے آپ کو ان کی متبع مانتی اور عیسائی کہلاتی ہے۔ انہوں نے ان کی ولادت سے اور ہی قسم کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اور اس کی بنا پر ان کو خدا اور خدائی کا اقنوم اور خدا کا بیٹا قرار دیدیا۔

تیسری قوم اہل اسلام ہیں۔ جن کی مقدس کتاب فرقان حمید نے ان دونوں پہلی قوموں کی افراط تفریط اور غلط باتوں سے لوگوں کو بچایا۔ اور بطور حکم کے صحیح فیصلہ کر کے حضرت مریم ؑ کی صداقت اور عصمت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی صحت اور عظمت کو ظاہر فرمایا۔ اور یہ ثابت کیا۔ کہ مریم کسی بشر کے مس کے بغیر حاملہ ہوئی تھی۔ اور کسی غیر از مریم باپ کے بغیر عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔ وہ ولادت صحیح اور جائز تھی۔ اور مریم اپنے بیان اور چال چلن میں پاک اور صدیقہ تھی۔

بعض لوگ اس قسم کی ولادت پر معترض ہیں۔ معترضین کے انکار کی بنا محض قیاسی ڈھکوسلوں اور قانون قدرت لامتناہی کو اپنی معلومات کے تنگ دائرہ میں محدود سمجھنے کے غلط خیالوں پر مبنی ہے یہ لوگ بعض قرآنی آیات کو اپنے خیالی قالبوں میں ڈھال کر بطور استدلال پیش کرتے ہیں۔

جو لوگ معاملات کے انفصال کے فن سے واقف ہیں۔ وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جو امر بطور واقعہ اور مشاہدہ کے پیش ہو۔ اس کو قیاسی اور خیالی باتوں سے رد نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے متعلق تحقیقات تو اس امر کی ہونی چاہیئے۔ کہ آیا وہ واقعہ صحیح ہے۔ یا نہیں؟ اگر اس کے سمجھنے میں اپنی عقل قاصر ہو تو یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے۔ کہ اس قسم کے واقعات کے صدور کا اس عالم تکوین میں امکان بھی ہے کہ نہیں؟ اگر امکان ثابت ہو جائے تو پھر شہادات اور حالات کی روشنی میں واقعہ کی اصلیت کو پہونچنا آسان اور یقینی ہو جاتا ہے:

اس معاملہ ولادت میں دعویٰ یہ ہے۔ کہ مریم ؑ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں۔ اور وہی ان کا باپ تھا۔ گویا مریم ؑ کے ایک ہی وجود کے اندر باپ اور ماں بننے کی قوتیں موجود تھیں۔ اس ولادت کے مسئلہ کے متعلق صحیح نتیجہ پر پہونچنے کے لئے یہ امور بطور تنقیح فیصلہ طلب ہیں:

(۱) آیا صحیفہ کائنات میں یہ بات ممکن ہے۔ کہ کوئی ایسی انسانی مخلوق بھی ہو۔ جس میں دونوں قوتیں جمع ہوں۔ اور جس بغیر مس فرد ثانی دونوں اندرونی قوتوں کے امتزاج سے حمل ہو سکے اور اس حمل سے بچہ پیدا ہو سکے؟

(۲) اگر امر مذکورہ بالا پایۂ ثبوت کو پہونچ جائے۔ تو پھر کیا حضرت عیسیٰ مسیح ؑ کی ولادت صرف حضرت مریم ؑ سے جائز اور صحیح طور پر ثابت ہوتی ہے؟

(۳) اگر امر دوم صحیح ثابت ہو جائے۔ تو پھر کیا عقلی اور قیاسی ڈھکوسلے اس کو باطل کرنے کی دلیل صحیح ہو سکتے ہیں:

جب ہم اللہ تعالےٰ کی مخلوق کو پیدا کرنے کے عجائبات پر نظر غائر ڈالتے ہیں۔ تو صاف طور پر تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی صفات کے عملی اظہار پر کوئی انسان احاطہ نہیں کر سکتا۔ نہ ہی اس کی مخلوقات کے اقسام اور تعداد اور خواص پر حاوی ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس کے پیدا کرنے کے طریقوں کو اپنے علم کے دائرے میں محدود کر سکتا ہے۔ اصول پیدائش میں اگرچہ نباتی دنیا بھی حیوانی دنیا سے کئی امور کے لحاظ سے مشارکت اور مشابہت رکھتی ہے۔ اور اس میں بے شمار نظائر عجیب و غریب خلقت کی ہر روز دیکھنے میں آتی رہتی ہے۔ اسی طرح وہ حیوانی دنیا چوپایہ شرف نطق سے نیچے ہے۔ اسی قسم کے عجائبات سے بھری ہوئی ہے جسے دیکھ دیکھ کر انسان اپنے وسیع سے وسیع علم کو ناقص سمجھنے پر مجبور ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ اس پہلو کی تفصیل دینے سے مضمون میں طول ہو جائیگا۔ اس لئے اس کو چھوڑ کر صرف انسانی پیدائشوں کے چند واقعات پیش کر کے امکان ثابت کیا جاتا ہے:

حکمائے محققین اس مضمون پر قدیم سے ہی مبسوط مضامین لکھتے چلے آئے ہیں۔ زمانہ حال میں بھی محققین یورپ و ایشیا نے بہت تحقیقاتیں قلمبند کر کے شائع کی ہیں۔ اگرچہ ہمیں بہت سی ایسی تصانیف کے مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ لیکن بغرض اختصار

یہاں صرف چند واقعات نقل کرتے ہیں۔ (انومیلیز اینڈ کیوریوسٹیز آف میڈیسن)

Anomalies and Curiosities of Medicine

جوڈ بلیو۔ بی۔ سانڈرسن اینڈ کمپنی کے اہتمام سے شہر لندن میں طبع ہو کر شائع ہوئی ہے۔ اس میں بے شمار عجائبات پیدائش الہٰی کے واقعات مستند شہادتوں سے دکھائے گئے ہیں۔ ایسی کئی عورتوں کا ذکر لکھا ہے جنہیں بغیر مس بشر بچے پیدا ہوئے۔ یعنی ان میں مرد اور عورت ہونے کی قوتیں موجود تھیں۔ اور ہوتی ہیں۔ اور ان کی مردانہ قوت اندر ہی اندر زنانہ عنصر یعنی رحم میں نطفہ داخل کر دیتی ہے۔ چنانچہ ایک مشہور ڈاکٹر گروز (؟) دلے بعنوان "ایک بچہ مادر در رجائنا میں" لکھتے ہیں۔ ایک لڑکی اپنے نامی ۱۵ر جولائی ۱۸۸۸ء کو ایک بجے کے وقت صوبہ بلینڈا میں پیدا ہوئی۔ اور ۶ر نمبر ۱۸۹۶ء کو اس کے ہاں ایک خوبصورت بچہ جس کا وزن اڑھائی سیر تھا پیدا ہوا۔ اس لڑکی کو اگرچہ پانچویں سال سے ہی حیض آنا شروع ہو گیا تھا۔ لیکن بلوغت کے آثار نمودار نہ ہوئے تھے۔ وضع حمل کے روز دو ہی گھنٹوں میں بچہ پیدا ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر میں لڑکی اپنے آپ کو تندرست پا کر اٹھ کر کپڑے اوڑھنے لگ گئی۔ اس کے نہ پستان ہی پیدا ہوئے تھے۔ اور نہ ہی ان میں دودھ آیا تھا۔ اتفاقاً اس زمانہ میں اس کی ماں کے ہاں بھی شیرخوار بچہ موجود تھا۔ اپنے اس نواسے کو بھی اس نے اپنے دودھ پر ڈال کر پرورش کیا۔ اس لڑکی کے والدین بہت باثروت عقلمند اور سمجھدار تھے۔ لڑکی کی پرورش تربیت اور ناز برداری میں بہت محتاط تھے جیسا کہ اس کی صحیح بیان ہوئی تھی جو کاغذات سے ظاہر تھی۔ اور اس کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے اس کے کسی مرد سے حاملہ ہونے کا اشتباہ تک نہ ہو سکتا تھا۔ علاوہ بریں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ ولادت سے پہلے اس کے پردہ بکارت بالکل محفوظ تھے۔ اور بچہ جننے سے تھوڑی دیر بعد ہی وہ اپنی ہمجولی لڑکیوں سے ایسی طرح کھیلنے لگ گئی کہ گویا کوئی تکلیف اس کو ہوئی ہی نہ تھی۔

بڑے بڑے مشاہیر حکما رشل۔ زخیاس۔ ہمند جیمز لیس بلڈنس۔ غرافت (جس نے غرافی غدود دریافت کی تھیں) پوربیس۔ بیگنی۔ بلینفار۔ ڈیمیرپرڈک۔ ڈڈل۔ مارسین۔ امرامیز۔ ریومن۔ ہاردے (جس نے خون کی حرکت دریافت کی ہے) والفیس۔ والنھر۔ ردنجیر۔ نارلیٹس۔ ایفر میرڈیس اور سکوریگ وغیرہ نے اسی قسم کے بے شمار چیدہ چیدہ واقعات لکھے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر کرددل لمیز۔ ناسکر۔ ڈیڈرک۔ عشام فاکس۔ میری من۔ نوزز۔ ایڈیز۔ فلیشمن اور میز نتھر اپنے اپنے مشاہدات اور تجربات سے اسی قسم کی ولادتوں کے حالات لکھتے ہیں۔ وہ کئی ایسی عورتوں کے حال بھی لکھتے ہیں۔ جن کو وضع حمل تک اپنے حاملہ ہونے کا علم بھی نہ ہوا۔ اور نہ ہی ان میں حاملہ ہونے کی علامتیں ظاہر ہوئیں۔ اور مرد کا ان کے قریب جانے کا وہم تک نہ ہوا۔ وقت پر تھوڑا عرصہ زہ کی درد ہو کر بچے پیدا ہو گئے۔ اور تحقیقات سے ثابت ہوا۔ کہ ان کے نزدیک کبھی کسی وقت مرد پھٹکا تک نہ تھا۔

غرض صحیفہ کائنات میں عجیب عجیب قسم کی پیدائشیں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ بناتیں کوئی افسانے نہیں بلکہ صحیح واقعات ہیں جن کے شاہد وہ مستند حکماء ہیں۔ جن کی اس فن میں شہادتیں سب سے معتبر اور مستند سمجھی جاتی ہیں۔ ان شہادتوں کو بے اعتباری کی نظر سے دیکھنا آفتاب کی روشنی سے نصف النہار کے وقت میں انکار کرنے کے برابر ہے۔ اس کے ماسوا اکثر واقعات کی جوڈیشل فیصلے تصدیق کرتے ہیں۔

خاکسار معراج الدین عمر احمدی۔ قادیان

قادیان میں ریل کی بابت حضرت مسیح موعود کی ایک رؤیا

ذیل کا کشف آج سے ۲۷ سال پہلے کا اور رؤیا آج سے ۲۴ سال پہلے کی ہے۔ اس وقت قادیان ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ کوئی رونق کا سامان نہ تھی۔ محلہ دارالفضل۔ دارالرحمت۔ دارالعلوم۔ دارالبرکات اور ان کے متعلق پختہ عمارات اور باغات اور دوکانوں کا نام و نشان نہ تھا۔ نہ بائیسکل چلتے تھے۔ نہ موٹریں۔ نہ تار تھی۔ نہ ریل۔ اس وقت جو حالت قادیان کی ہے۔ وہ کشف اور رؤیا کے بعد کی ہے۔ اور انشاء اللہ تمام کشف حرف بحرف پورا ہو کر رہے گا۔ کشف یہ ہے:۔

"ہم نے کشف میں دیکھا۔ کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا۔ اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دو منزلی چو منزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں۔ اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے بیٹھے ہیں۔ اور ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں۔ روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں۔ اور قسما قسم کی دکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکے۔ بگھیاں۔ ٹم ٹم فٹن پالکیاں۔ گھوڑے۔ شکر میں۔ پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں۔ کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے۔ اور راستہ بمشکل ملتا ہے"

(الحکم ۲۴ر اپریل ۱۹۰۲ء)

اس کشف مندرجہ بالا کے ضمن میں ہی ریل کے آنے کی پیشگوئی ظاہر ہے۔ اور نہ صرف یہی کشف ریل کی پیشگوئی کے لئے کافی تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں ہر شہر کی ترقی کے لئے اور خاصکر مندرجہ کشف ترقی کے لئے ریل کا آنا ضروری ہے۔ اور اس حیثیت کا کوئی شہر بغیر ریل کی موجودگی کے قائم نہیں ہو سکتا۔ لیکن رؤیا میں صریح طور پر ریل کا بھی ذکر ہے۔ وہ رؤیا یہ ہے

"۱۴ر اپریل ۱۹۰۵ء رؤیا میں دیکھا۔ کہ میں قادیان کے بازار میں ہوں۔ اور ایک گاڑی پر سوار ہوں۔ جیسے کہ ریل گاڑی ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔"

(البدر جلد ا نمبر ۳ ۱۹۰۵ء)

ضرورت نکاح

۱۔ ایک احمدی مبایع کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ تین چار بچے ہیں ایسی دیندار خاتون سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ جو پنجابی دیہاتی زندگی گزار سکے۔ اور گھر بار سنبھال سکے۔ گزارہ اچھا ہے۔

۲۔ دو کنواری خواندہ لڑکیوں کے لئے رشتہ درکار ہے۔

۳۔ عمر ۳۰ سال اراضی ملکیتی ۸ گھماؤں باموقعہ پابند صوم و صلوٰۃ متدین موصی مقبرہ بہشتی احمدی اس کے لئے رشتہ مطلوب ہے۔ قوم زمیندار جٹ ساکن ضلع گجرات ہر سہ امور کے متعلق خط و کتابت بنام

ا۔ ف معرفت منیجر الفضل قادیان

ضرورت ہے

امیدواروں کی جو ٹیلیگراف و اسٹیشن ماسٹری کا کام ریلوے گورنمنٹ و محکمہ نہر کی ملازمت کے لئے سیکھنا چاہیں۔ کرایہ ریل کالج دیگا۔ تو امد دو آنہ کا ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔

پتہ:۔ امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

الفضل میں اشتہار دینا باعث کامیابی ہے

فوٹو کھینچنے کا عجیب ہینڈ کیمرہ ولایتی

مفت تصویر

اس کیمرہ سے آپ عورت مرد ہر قسم کے پرند چلتی ریل۔ لڑتی فوج خوبصورت باغ بغیچہ اور ہر عورت کی تصویر بغیر کسی جھنجھٹ کے ایک منٹ میں کھینچ سکتے ہیں اس کیمرہ سے کارڈ سائز کا فوٹو تیار ہوتا ہے۔ اپنی عزیز کی تصویر کو کھینچ کر خوش ہونا کون نہیں جانتا۔ ایک ڈش۔ ایک فریم دو پلیٹ دو پی او پی کاغذ۔ دو شیشی پلیٹ دھونے کا مصالحہ مفت ملیگی۔ قیمت صرف چھ روپے۔ محصولڈاک و پیکنگ ۱۲ فوٹو کھینچنے اور بنانے کی ترکیب ساتھ مفت ملیگی۔ ہمارے اس ہینڈ کیمرہ سے تصویر نہ کھینچنی ثابت کرنے پر مبلغ سو روپے انعام۔ منگانے کا پتہ

منیجر کیمرہ ہاؤس نمبر ۲ بجنور (یو۔ پی)

ضرورت

دو خواندہ پابند صوم و صلوٰۃ لڑکیوں کے لئے جن کی عمر ۱۸ اور ۱۹ سال کی ہے۔ شریف اور برسر روزگار تعلیم یافتہ رشتوں کی ضرورت ہے۔ لڑکیاں ایک تعلیم یافتہ گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ خط و کتابت معرفت منیجر الفضل قادیان

تلوار کی اجازت

صاحبان مجھے تلوار کے متعلق زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے بھیرہ کی تلواروں کی تعریف فرمائی ہے اور سفارش کی ہے۔ کہ احمدی صاحبان بھیرہ کی تلواریں خریدیں۔ کچے لوہے کی تلواروں سے خبردار رہیں۔ ہماری رعایتی قیمتیں آٹھ روپے دس روپے اور بارہ روپیہ ایں۔ ذیل کے اضلاع مستثنیٰ ہیں جھنگ۔ میانوالی مظفرگڑھ ڈیرہ غازیخان۔ انبالہ۔ حصار۔ کانگڑہ۔ گوڑگانواں۔ گورداسپور سیالکوٹ گجرات۔ گوجرانوالہ۔ جالندھر۔ جہلم۔ رہتک۔ لدھیانہ اٹک

المشتہر

ہے سنگھ حقیقی احمدی اینڈ سنز کارخانہ تلوار بھیرہ ضلع شاہپور

جرمنی کی حیرت انگیز ایجاد

دوا الشرشن

یہ ایک نہایت ہی اکسیر صفت مرکب ہے۔ جو زمانہ حال کے ماہرین علم سائنس کی بالکل نئی ایجاد ہے۔ یہ جرمن کی شہرۂ آفاق دوا ہے جس اور جوان حلال جانوروں کے غدودوں کے جوہر سے جو سائنٹفک طریقہ سے حاصل کئے گئے ہیں۔ تیار کی گئی ہے۔ بہت ہی زود اثر اور قیمتی چیز ہے۔ اعضاء رئیسہ شریفہ کو نئے سرے سے جوڑتی اور ان میں نئی زندگی پیدا کرتی ہے۔ پہلی ہی خوراک میں اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اسمیں بہت سارے کوائف پوشیدہ ہیں۔ جو انشاء اللہ استعمال کرنے پر ہی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ یہ ایک علاج بالمثل ہے۔ جو یقینی طور پر بے مثل اور بے خطا ثابت ہوا ہے۔ آپ ضرور تجربہ کریں۔ قیمت فی شیشی ۵۰ گولی رفاہ عام کے لئے صرف ۳ روپے علاوہ محصولڈاک

المشتہر۔ ایم غلام احمد لمیٹڈ گوالمنڈی لاہور

اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں۔ نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

دہلی — مسلم کانفرنس اور کانگرس کے منتظموں میں صلح کی گفت وشنید ہو رہی ہے۔ اور معلوم ہوا ہے۔ کہ پنڈت موتی لال نہرو اور ان کے ساتھی تمام سوالات پر مسلمانوں سے سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار ہیں ؛

لاہور — ۳ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ باوردی پولیس اور سی۔ آئی۔ ڈی پولیس کو مسٹر سنڈرس اور سردار چانن سنگھ کے قتل کے متعلق کچھ سراغ مل گیا ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ آئندہ دس دن تک ساری تحقیقات مکمل ہو جائیگی۔

کلکتہ — ۴ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مرکزی خلافت کمیٹی نے پنجاب پراونشل خلافت کمیٹی کا الحاق توڑ دیا ہے۔

مدراس — ۵ر جنوری۔ مسٹر ایم سکے اکبر جج عدالت عالیہ لنکا نے اسلام اور اس کے محاسن پر گذشتہ شام کو تقریر کرتے ہوئے کہا۔ یہ زمانہ زنانہ اقتدار کا ہے۔ میں نے اسی لئے ڈاڑھی نہیں رکھی ؛

کراچی — ۳ر جنوری۔ ایک بہت چھوٹے گاؤں میں جو کہ شمالی سندھ کے ضلع [illegible] جیکب آباد میں موضع نوئی داہ کے نزدیک واقع ہے۔ ایک چھ سات سالہ لڑکی ہے۔ جس کے شروع پیدائش سے ہی بازو نہیں۔ جیکب آباد میونسپلٹی کے صدر حال ہی میں اس چھوٹے سے گاؤں میں گئے۔ اور لڑکی سے اس کے کھانا کھانے اور کام کاج کے طریق پر سوالات کئے تو اس نے سب جمع شدہ لوگوں کے سامنے پاؤں کی مدد سے کھانا کھایا۔ اور پانی پیا۔ سر کے بالوں کو ہاتھوں کی بجائے پاؤں سے ٹھیک کیا۔ اور دوسرے سب کام پاؤں کی مدد سے کئے۔ کچھ بھونے ہوئے چنے ایک ایک کر کے پاؤں کی مدد سے منہ میں ڈال کر چبائے ؛

نئی دہلی — ۵ر جنوری۔ سرکاری اعلان مظہر ہے کہ گورنمنٹ ہند کو کچھ عرصہ ہوا۔ بعض اخبارات میں شائع شدہ مضامین پر توجہ دلائی گئی ہے۔ ان کی غرض یہ ہے۔ کہ اس خطرناک جھوٹ پر یقین دلانے کے لئے اشاعت کی جائے کہ برٹش گورنمنٹ یا گورنمنٹ ہند افغان باغیوں کی مدد یا حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ گورنمنٹ ہند نے امید کی تھی۔ کہ اس مصنوعی بات پر یقین نہ کیا جائیگا۔ جو نمایاں طور پر شرارت انگیز ہے۔ اور یہ کہ اگر اس سے چشم پوشی کی جائیگی۔ تو وہ اپنی موت آپ ہی مر جائے گی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مضامین کی اشاعت میں ترقی ہو رہی ہے۔ اس لئے گورنمنٹ ہند نے لوکل گورنمنٹ کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ ایسے مضامین شائع کرنے والے خاص اخبارات کے خلاف مقدمہ چلائے جانے کے معاملہ پر غور کرے ؛

الہ آباد — ۵ر جنوری۔ پاؤنیر لکھتا ہے۔ کہ یہ افواہ بڑے زور سے پھیل رہی ہے۔ کہ سردار ایوب خان کا لڑکا سردار محمد عمر خاں جو الہ آباد سے غائب ہو گیا تھا۔ سرحد کو عبور کر کے افغانستان جا پہنچا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ شہزادہ محمد عمر خاں برطانیہ کے خلاف تھا اس کی خواہش ہر وقت یہ رہتی تھی۔ کہ کسی طرح ہندوستان سے بھاگ جائے۔ اور افغانستان کے تخت پر قابض ہونے کی کوشش کرے ؛

لاہور — ۲ر جنوری۔ پنجاب کونسل کا بجٹ سیشن ۲۵ر فروری کو شروع ہوگا۔ جبکہ وہ بجٹ کونسل میں پیش کیا جائے گا جس کو سٹینڈنگ فنانس کمیٹی پنجاب کونسل نے ۳ر جنوری کو تیار کرنا تھا۔ اس کے بعد تین دن غیر سرکاری کارروائی ہوگی۔ اور ۴۔ ۵ مارچ کو بجٹ پر بحث ہوگی۔ یہ سیشن ۲۰ر مارچ کو ختم ہوگا ؛

غیر ممالک کی خبریں

لنڈن — ۴ر جنوری۔ گاندھی جی نے گورنمنٹ برطانیہ کو نہرو رپورٹ منظور کرنے کے لئے ایک سال کا جو الٹی میٹم دیا ہے۔ اس کے جواب میں مانچسٹر گارڈین لکھتا ہے۔ کہ برطانیہ اس الٹی میٹم کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ کیونکہ ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت نہرو رپورٹ کے خلاف ہے۔ برطانیہ ابھی اس بات کے لئے تیار نہیں ہے۔ کہ ہندوستان کو حکومت کی ذمہ داری دیدے ؛

قسطنطنیہ — ۳ر جنوری۔ کل سارے ترکی میں ایک دلچسپ نظارہ دیکھنے میں آیا۔ یعنی ملک بھر کے لوگ جن میں بوڑھے مرد اور عورتیں نوجوان اور لڑکے سبھی شامل تھے۔ سکولوں کی طرف بھاگے جا رہے تھے۔ تاکہ لاطینی حروف سیکھیں۔ وہ بوڑھے جن کی پلکیں بھی سفید ہو چکی تھیں۔ سکولوں کی طرف بھاگے جا رہے تھے۔ سفید ریشوں کے ہاتھوں میں بھی قاعدے پکڑے ہوئے تھے۔ اس امر کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ سارے ملک کے لوگ ایک سال کے اندر لاطینی حروف سے واقف ہو جائیں ؛

قسطنطنیہ — ۷ر دسمبر۔ مانچسٹر گارڈین کو معلوم ہوا ہے۔ کہ حال میں جو معاہدہ بمقام انگورہ مرتب ہوا ہے۔ اس کے رو سے وہ مشہور بغداد ریلوے جسے جنگ عظیم سے پیشتر جرمنی نے اپنے مقاصد کی تکمیل کی غرض سے تعمیر کیا تھا۔ حکومت جمہوریہ ترکیہ کے قبضہ میں آگئی ہے۔ لیکن ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ حکومت ترکی کو اس ریلوے لائن کے خریدنے پر کس قدر رقم ادا کرنی پڑی ہے ؛

لنڈن — ۲ر جنوری۔ امریکہ میں دس لاکھ آدمی انفلوانزا میں مبتلا ہیں جس کا اثر انگلستان اور یورپ میں بھی محسوس کیا جا رہا ہے۔ "وی آنا" کے محکمہ حفظان صحت نے بوسہ بازی کو حکماً ممنوع قرار دیدیا ہے۔

ٹوکیو — ۳ر جنوری۔ شدید طوفان باد و باران اور جوار بھاٹے نے نگاناسط علاقہ ساحلی میں اس قدر تباہی دکھائی ہے۔ کہ ۵۶ افراد تو ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور درجنوں زخمی ہو گئے ہیں۔ اس طوفان نے ساحلی دیہات کے سینکڑوں مکان کو تباہ و برباد کر دیا ہے ؛

ریگا — ۳۱ر دسمبر۔ مارشل فاش نے جو یورپ کے ایک مشہور مدبر ہیں۔ ایک تازہ انٹرویو کے دوران میں فرمایا۔ کہ ہم جانتے ہیں۔ کہ ہر قوم ایسے ریسرچ کے کام میں مصروف ہے۔ جس سے وہ ایک ایسی زہریلی گیس کو تیار کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ جس سے دشمن مکمل طور پر تباہ ہو سکے۔ اور یہ از حد اغلب امر ہے۔ کہ بڑے مہلک گیس پایۂ تکمیل کو پہونچ چکے ہیں۔ اور جنگ کا خطرہ اب ناگزیر ہو گیا ہے۔

بغداد — ۳ر جنوری۔ سرحد نجد سے مزید تشویشناک خبریں اور اطلاعیں موصول ہوئی ہیں۔ اور وہاں پر تادیبی پارٹیاں بھیجی گئیں۔ وہاں پر وہابی قبائل نے عراق کے علاقہ میں شورش کر کے ہیجان و اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ کل رات عراقی فوج کی اسپیشل ٹرین بغداد سے کربلا کو بھیجی گئی ہے۔ وہاں سے یہ فوج سو میل مغرب کی جانب صحرا میں گشت کی ڈیوٹی انجام دیتی ہوئی سفر کرے گی ؛

لنڈن — ۵ر جنوری۔ ملک معظم نے جمعہ کا روز آرام سے کاٹا۔ شب بھی آرام سے بسر کی۔ ہاں ان کی حالت میں کوئی نمایاں اصلاح نہیں ہوئی ؛

ویسٹ منسٹر — ۱۳ر دسمبر۔ بعض شخصیتوں میں یہ خیال جاگزیں ہو گیا ہے۔ کہ جب ملک معظم کی وفات پر تخت خالی ہوگا۔ تو پرنس آف ویلز ڈیوک آف یارک کے حق میں اپنے حقوق سے دست بردار ہو جائیں گے۔ لیکن شہزادہ نے حال میں جو خدمات عامہ انجام دی ہیں ان سے ایسے واقعات کے ظہور پذیر ہونے کی توقع معلوم نہیں ہوتی ؛

لنڈن — ۴ر جنوری۔ کل لنڈن میں ایم جیکوس ادینیم مرا ہے۔ اس کو انگلستان کیلئے نہر سویز بچانے والا کہا جاتا تھا۔ یہ شخص اسمٰعیل پاشا کے عہد میں کئی سال قاہرہ میں رہا۔ ادینیم البرٹی اینڈ کمپنی کی ساہوکار کمپنی کا ایک حصہ دار تھا۔ ادینیم نے خدیو مصر سے بڑا دوستانہ گانٹھا ہوا تھا۔ ایک روز خدیو نے کہا کہ بعض لوگ سویز نہر کے حصہ جات خریدنا چاہتے ہیں۔ ایم ادینیم کو معلوم تھا۔ کہ فرانسیسی سرمایہ دار حصہ جات خریدنے کے متمنی ہیں۔ اس نے خدیو سے ۲۴ گھنٹوں کی مہلت مانگی۔ اور کہا کہ میں ان لوگوں سے زیادہ قیمت دلوا دوں گا۔ اس ساہوکار نے لنڈن میں اپنے بھتیجے کو بحری برقی پیغام بھیجا۔ کہ روپیہ ارسال کرو اس پر ۴ لاکھ پونڈ تار کے ذریعہ مصر بھیجا گیا۔ اس طرح برطانوی حکومت حصہ جات کی مالک ہو گئی۔ یہ تمام کارروائی صرف ۲۴ گھنٹوں میں عمل میں لائی گئی ؛

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)